﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 23 | جمعۃ المبارک 08 اپریل 2016ء | 29 جمادی الثانی 1437 ہجری قمری ❁ 08 شہادت 1395 ہجری شمسی | شمارہ 15

مزدور کا حق مارنے والا

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تین آدمیوں کا قیامت کے دن دشمن ہوں گا۔ وہ شخص جس نے اللہ کے نام پر کوئی عہد کیا اور پھر اس کو توڑ دیا۔ اور وہ شخص جس نے کسی آزاد کو غلام بنالیا اور اس کو بیچ کر قیمت لے لی۔ اور وہ شخص جس نے کسی مزدور سے خوب خدمت لی اور اس کا حق نہ دیا۔

(صحیح بخاری کتاب البیوع باب اثم من باع حرّا حدیث نمبر 2075)

مقربین الٰہی کی ایک علامت یہ ہے کہ انہیں ان کے رب کی طرف سے رعب عطا کیا جاتا ہے۔ پس دشمن ان کا مقابلہ کرنے سے بھاگتے ہیں۔ جب وہ کسی بدکردار شخص کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ استغفار کرتے ہوئے گزرتے ہیں اور تقویٰ کے باعث ان کی آنکھیں کسی کو قابلِ حقارت نہیں دیکھتیں اور نہ وہ تکبر کرتے ہیں۔ ان کے قلوب ایسی زمین ہیں جس پر بارانِ رحمت خوب برسا اور انہیں ایسی فراست حاصل ہے جو فزوں سے فزوں تر ہے۔

’’ان کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ خود کمائے ہوئے مال اور موروثی مال اور پسر و پدر پر بھروسہ نہیں کرتے بلکہ اپنے ربّ اللہ پر تکیہ کرتے ہیں اور جو معارف انہیں ودیعت کئے گئے ہیں ان کے علاوہ انہیں کوئی اور چیز مسرت نہیں بخشتی اور یہ ان کو ہر آن عطا کئے جاتے ہیں۔ وہ اللہ کی راہوں میں تکلیف بخوشی برداشت کرتے ہیں اور اس میں وہ کوئی تکلیف محسوس نہیں کرتے اور اگر ان کو کچھ بھی نہ دیا جائے تو پھر بھی اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ وہ اللہ کی محبت میں خوشی پاتے ہیں اور یہ اس لئے کہ انہیں ایسے معارف عطا کئے جاتے ہیں جیسے کہ وہ تہ بہ تہ سفید بدلیاں ہوں اور انہیں معارف کے خزانے دیئے جاتے ہیں پس وہ (معارف کے) ہر دروازے سے داخل ہوتے ہیں۔ اللہ انہیں بہتے دریاؤں جیسے دل عطا فرماتا ہے نہ اس تھوڑے سے پانی کی طرح جو کنوئیں میں ٹھہرا رہتا ہے اور گدلا ہو جاتا ہے۔ (اللہ کی) مدد ان (مقربین الٰہی) سے منقطع نہیں ہوتی اور وہ ہر وقت مدد دیئے جاتے ہیں۔

ان کی ایک علامت یہ ہے کہ انہیں ان کے ربّ کی طرف سے رعب عطا کیا جاتا ہے پس دشمن ان کا مقابلہ کرنے سے بھاگتے ہیں اور چھپتے پھرتے ہیں اور ان کی ملاقات کے وقت اپنے آپ کو اجنبی بنالیتے ہیں اور بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ اس طرح چھپتے ہیں جس طرح وہ شخص چھپتا ہے جس کی ناک کسی جرم کی وجہ سے کاٹ دی گئی ہو اور وہ شرمندگی چھپانے کے لئے لوگوں سے ملنے سے گریز کرے۔ یہ وہ رعب ہے جو اللہ کی طرف سے ان لوگوں کو ملتا ہے جو اسی کے ہو جاتے ہیں۔

ان کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں اس طرح کوشش کرتے ہیں جیسے ایک اٹھتی جوانی والا گٹھیلے بدن کا نوجوان کوشش کرتا ہے۔ اور جب وہ احکام الٰہی کی بجا آوری کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو چستی اور بشاشت سے کرتے ہیں اور تُو ان میں کسی قسم کی سستی اور کمزوری نہ پائے گا اور نہ ہی وہ تردّد میں پڑتے ہیں۔ زمین ان کے نور سے منور ہو جاتی ہے اور ان کے مقام سے سوائے ایسے لوگوں کے جو جان بوجھ کر انجان بنتے ہیں کوئی ناآشنا نہیں ہوتا اور ان کے دشمن انہیں پہچانتے ہیں مگر جان بوجھ کر انکار کرتے ہیں۔

ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جن کے قریب اللہ کے فیوض کا دریا ہوتا ہے اور وہ اس سے ہر آن چلّو بھر بھر کے پیتے ہیں اور وہ قوی الجثہ انسانوں کی طرح اُس کی جانب تیز تیز قدموں سے دوڑتے ہیں اور انہیں کوئی تھکان نہیں ہوتی اور نہ وہ کمزور ہوتے ہیں۔ اور جب اُن پر حالتِ قبض وارد ہوتی ہے تو مضبوط اونٹنی کے دردِزہ کی طرح نہیں بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر وہ سخت تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ تُو ان کے دلوں کو برف پوش زمین کی طرح دیکھتا ہے جو علوم سے بہہ پڑتے ہیں۔

ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ جب وہ کسی بدکردار شخص کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ استغفار کرتے ہوئے گزرتے ہیں اور تقویٰ کے باعث ان کی آنکھیں کسی کو قابلِ حقارت نہیں دیکھتیں اور نہ وہ تکبر کرتے ہیں۔ وہ ایک غریب الوطن کی طرح زندگی گزارتے ہیں اور تھوڑے پر راضی ہو جاتے ہیں اور مشقت و شدائد پر قانع رہتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ربّ کو مقدم رکھا ہے۔ اور ایسے مرد جو میانہ رَو ہیں۔

ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جن کی زندگی پُر مشقت نہیں ہوتی اور نہ ہی انہیں تنگیٔ روزگار کے عذاب میں ڈالا جاتا ہے اور انہیں وہاں سے دیا جاتا ہے جہاں سے ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ اللہ انہیں معارف عطا فرماتا ہے جن سے وہ خوش ہو جاتے ہیں۔

ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ تھوڑی پونجی (معارف) اور تھوڑے عمل پر راضی نہیں ہوتے۔ جب وہ سواری کریں تو عمدہ سواری کرتے ہیں اور جب کام کریں تو مکمل طور پر کرتے ہیں۔ وہ پُرعفونت اور ناقص عمل سے بچتے ہیں۔ وہ پردے ہٹانے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ جب وہ کسی سے عداوت کریں یا محبت تو پوری سنجیدگی سے کرتے ہیں اور منافقت نہیں کرتے۔ ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ ان کے قلوب ایسی زمین ہیں جس پر بارانِ رحمت خوب برسا اور انہیں ایسی فراست حاصل ہے جو فزوں سے فزوں تر ہے۔ وہ ہر قسم کی بے راہ روی اور فساد سے بچائے جاتے ہیں۔ وہ باطل میں نہیں پڑتے۔ وہ تاریکی سے دور رکھے جاتے ہیں اور (نور الٰہی سے) منور کئے جاتے ہیں۔

ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ ان کی گردنیں ہر بار امانت اٹھانے والے شخص سے زیادہ اللہ کی امانتوں کا بارِ گراں اٹھائے ہوئے ہیں اور ان کی گردنیں اس بوجھ سے خم نہیں کھاتیں بلکہ وہ (بارِ امانت) انہیں ایک خوبصورت لمبی گردن والی عورت کی طرح حسین کر دیتا ہے اور اس سے حسن استقامت جھلکتا ہے جو ایک کرامت ہی دکھائی دیتی ہے اور وہ اللہ کے حضور اور لوگوں میں بھی عزت دیئے جاتے ہیں۔

ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ بوجہ ہر ممنوعہ امر سے مجتنب رہنے کے انہیں (نیکی کی) توفیق دی جاتی ہے اور انہیں وساوس کے دور کرنے کے لئے بند مہیا کئے جاتے ہیں اور ان کے لئے پے در پے مدد آتی ہے اس لئے کہ وہ بالکل منفرد لوگ ہوتے ہیں اور وہ انقطاع الی اللہ اختیار کرتے اور اپنے آپ کو (دنیا سے) الگ تھلگ کرتے ہیں اور اللہ کی طرف اکیلے اکیلے دوڑ پڑتے ہیں۔ تُو ان جیسا کوئی گوشہ نشین نہیں پائے گا۔ ان کے (نفوس کے) اعلیٰ نسل کے اونٹ اپنے محبوب کی طرف کشاں کشاں دوڑے جاتے ہیں۔ اور وہ لقاء (الٰہی) کو ہر چیز پر مقدم کئے ہوئے ہیں۔ وہ اندیشہ فراق سے پگھل رہے ہیں۔ حکمت ان کی زبان کی جڑ سے پھوٹتی اور فراست ان کی پیشانی پر چمکتی ہے اور وہ زیادہ پانی والے کنوئیں کے طرح فیض پہنچاتے ہیں۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین مع علامات المقرّبین۔ (مع اردو ترجمہ) صفحہ 63 تا 67)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 19 دسمبر 2013ء بروز منگل مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں دو نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عافیہ مقصود کا ہے جو واقفہ نو ہیں، مقصود الحق صاحب کی بیٹی ہیں۔ ان کا نکاح عزیزم مصوّر احمد مربی سلسلہ سے جو جامعہ یو کے سے اس سال فارغ ہوئے ہیں۔ تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا:۔ عافیہ مقصود کا ننہیال بھی اور ددھیال بھی دونوں ان خاندانوں سے ہیں جو پرانے خادم سلسلہ ہیں۔ مقصود الحق صاحب مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب کے بیٹے ہیں جو واقف زندگی تھے۔ انہوں نے بڑی وفا کے ساتھ ساری عمر وقف کے جذبہ کے ساتھ دین کی خدمت کی اور اس زمانہ میں واقف زندگی کے جو حالات تھے ان میں انتہائی صبر اور قناعت کے ساتھ یہ زندگی گزارنے والے واقف زندگی تھے۔ اسی طرح عزیزہ عافیہ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کی نواسی ہیں۔ یہ نانا بھی واقف زندگی ہیں اور پڑنانا بھی جو مولانا ابوالعطاء صاحب تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ وہ پرانے بزرگ جن سے واقف زندگی کا وقار قائم ہے۔ انہوں نے بڑے باوقار طریقہ سے اپنا وقف نبھایا اور بے لوث اور بے نفس ہو کر سلسلہ کی خدمت کی۔ اللہ کرے یہ رشتہ جو طے ہو رہا ہے عزیز مصور احمد واقف زندگی ہے، مربی سلسلہ ہے یہ بھی اپنے وقف کو بے نفس ہو کے نبھانے والا ہو اور خدمت دین کو فضل الٰہی جاننے والا ہو۔ اسی طرح عزیزہ بھی جس کا تعلق واقفین زندگی کے خاندان سے ہے، یہ بھی واقفہ نو تو پہلے ہی ہے اپنے خاوند کے ساتھ وقف کے میدان میں نہ صرف اس کی مددگار ہو بلکہ بے نفس ہو کر اپنے آپ کو مربی سلسلہ کی بیوی نہ سمجھے، بلکہ خود بھی اپنا کام یہ بھی رکھے کہ میں مربی بھی ہوں اور مبلغ بھی ہوں۔ اور جو خدمات میرے خاوند کے سپرد کی گئی ہیں ان کو میں نے اسی طرح بجالانا ہے جس طرح میرے خاوند نے کام کرنا ہے۔ یہ روح ہر واقف زندگی مرد میں اور وقف زندگی کی بیوی میں بھی پیدا ہونی چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا:۔ دوسرا نکاح عزیزہ فرحانہ خلیل بنت مکرم سید خلیل احمد صاحب کا ہے جو عزیز ظفر احمد ہندل ابن مکرم حبیب الرحمٰن صاحب کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پا رہا ہے۔ فرحانہ خلیل سید خلیل احمد صاحب کی بیٹی ہیں۔ اس کے جو والد ہیں۔ وہ اس وقت بھی خدمت بجالا رہے ہیں۔ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے کارکن ہیں اور بچی کے دادا بھی خادم سلسلہ تھے۔ بلکہ اس کا ننہیال بھی خدمت بجا لانے والوں میں سے تھا۔ اللہ کرے یہ نکاح جو طے پا رہا ہے یہ بھی ہر لحاظ سے بابرکت ہو اور صرف دنیاوی باتیں مدنظر نہ رہیں بلکہ دین مقدم رہے اور ہر دو رشتوں کی جو آج طے پا رہے ہیں، پہلا بھی اور یہ بھی، ان اعمال کی طرف توجہ رہے جن کی طرف خدا تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اعمال صالحہ بجالاؤ اور یہ اسی صورت میں ہوں گے جس وقت تم سچائی پہ قائم رہو گے۔ پس ان رشتوں کو نبھانے کے لئے ہمیشہ ایک دوسرے سے سچا تعلق رکھیں اور ایک دوسرے کو اعتماد میں لیں۔ ہمیشہ رشتوں میں دراڑیں پیدا ہوتی ہیں جہاں اعتماد ختم ہوتے ہیں۔ اس لئے میاں بیوی کو ہمیشہ ایک دوسرے کو اعتماد میں لینا چاہئے۔ اور یہی بنیادی چیز ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے جس سے آئندہ رشتے دیرپا اور ہمیشہ قائم رہنے والے ہوتے ہیں۔ اور آئندہ نسلوں میں بھی سچائی پیدا ہوتی ہے اور سچائی پر قائم رہنے والی اولادیں پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ رشتہ بھی ہر لحاظ سے بابرکت ہو۔ دولہن کے وکیل لقمان احمد صاحب طاہر ہیں۔

دونوں نکاحوں کے اعلان اور فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کروانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

(مرتبہ:۔ ظہیر احمد خان۔
مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

جماعت احمدیہ گوئٹے مالا کے 26ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

(رپورٹ: عبدالستار خان۔ امیر و مبلغ انچارج گوئٹے مالا)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ گوئٹے مالا (سنٹرل امریکہ) کا 26واں جلسہ سالانہ 18 تا 20 دسمبر 2015ء مسجد بیت الاوّل میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم سید عبداللہ شاہ صاحب مبلغ سلسلہ امریکہ کو اپنا نمائندہ مقرر فرمایا۔

18 دسمبر کو قبل از نماز جمعہ گوئٹے مالا کے نومبایعین کی تربیتی کلاس منعقد کی گئی جس میں انہیں اسلام کے بنیادی دینی مسائل سکھائے گئے اور ان کے سوالات کے جواب دیئے۔

نماز جمعہ کے بعد ساڑھے تین بجے سہ پہر پرچم کشائی کی تقریب منعقد ہوئی۔ بعد ازاں جلسہ سالانہ کا باقاعدہ آغاز مکرم سید عبداللہ شاہ صاحب کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو میکسیکو سے تعلق رکھنے والے ایک مقامی احمدی مکرم حافظ داؤد صاحب نے کی۔ بعد ازاں حضور ایدہ اللہ کا محبت بھرا پیغام سپینش زبان میں خاکسار نے پڑھ کر سنایا جس کے بعد مکرم سید عبداللہ شاہ صاحب نے افتتاحی تقریر میں جلسہ سالانہ کی غرض وغایت بیان کی۔

دوسرے روز کے پہلے اجلاس کی کارروائی صبح ساڑھے نو بجے تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جس کے بعد گوئٹے مالا کے نومبایع مکرم Domingo صاحب اور میکسیکو کے مقامی نومبایعین مکرم مصطفیٰ صاحب اور مکرم سِیڈی عمر صاحب نے باری باری اپنے قبول احمدیت کے ایمان افروز واقعات سنائے۔

مکرم David Gonzalez صاحب جنرل سیکرٹری نے خلافت کی اہمیت و برکات نیز پانچوں خلفاء احمدیت کا تعارف کروایا۔ بعد ازاں مکرم سید عبداللہ شاہ صاحب نے تقریر میں احمدیوں کی ذمہ داریوں کی طرف حاضرین کو توجہ دلائی۔

نماز ظہر وعصر اور کھانے کے وقفہ کے بعد کے سیشن میں خاکسار نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مکرم سید عبداللہ شاہ صاحب نے خلافت احمدیہ وتائیدات الٰہیہ کے موضوع پر ایمان افروز تقریر کی۔ جس کے بعد مکرم Dario Samayoa صاحب صدر خدام الاحمدیہ نے عیسائیت و بائبل کی حقیقت پر بہت دلچسپ معلومات افزاء تقریر کی۔

جلسہ کے ایام میں مسجد بیت الاوّل میں روزانہ نماز تہجد باجماعت ادا کی جاتی تھی اور نماز فجر کے بعد درس قرآن، حدیث وملفوظات دیا جاتا رہا۔

20 دسمبر کو آخری روز اختتامی اجلاس غیر مسلم زیر تبلیغ مہمان مدعو کئے گئے تھے۔ مکرم Dario Samayoa صاحب صدر خدام الاحمدیہ نے جملہ حاضرین کو خوش آمدید کہا۔ خاکسار نے دنیا میں قیام امن سے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و اسوۂ حسنہ کو پیش کیا۔ مکرم David Gomzalez صاحب نے ہیومینٹی فرسٹ کے تحت خدمت انسانیت سے متعلق مختصر رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہیومینٹی فرسٹ اس وقت تک 43 ممالک میں رجسٹرڈ ہو چکی ہے اور بغیر تفریق رنگ ونسل و مذہب و ملّت خدمت خلق میں مصروف ہے۔ صرف گوئٹے مالا میں گزشتہ تین سال میں میڈیکل کیمپس کے ذریعہ قریباً 35 ہزار افراد کو مفت طبّی سہولت مع ادویات مہیا کی جا چکی ہے۔ اسی طرح ہیومینٹی فرسٹ کے تحت کمپیوٹر اکیڈمی اور ''مسرور احمد'' سکول کے تحت سینکڑوں مستحق طلباء کو مفت تعلیمی سہولیات مہیا کرنے کی بھی توفیق ملی ہے۔

اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم سید عبداللہ شاہ صاحب کی تھی۔ آپ نے قرآن کریم کی روشنی میں قیام امن کے موضوع پر تقریر کی اور آخر پر حاضرین کو سوالات کرنے کا بھی موقع دیا۔

دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ کے موقع پر Chiapa میکسیکو کی دو خواتین اور کوسٹاریکا کے ایک زیر تبلیغ دوست Francisco کو بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے۔

امسال جلسہ کی کُل حاضری 125 تھی جن میں غیر مسلم مہمان 45 تھے۔ مقامی احمدیوں کی تعداد 25 تھی جبکہ میکسیکو سے 16، پانامہ اور کوسٹاریکا سے دو دو احمدی شامل ہوئے۔ 35 نومبایعین گوئٹے مالا کے دُور دراز علاقے Coban سے پانچ سو کلومیٹر کا سفر طے کر کے جلسہ میں شامل ہوئے۔ یہ نومبایعین قریباً ایک ہفتہ تک مشن ہاؤس میں مقیم رہے۔

جلسہ سالانہ کے بعد میکسیکو سے آنے والے احمدیوں نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس جلسہ کا ماحول بہت روحانی اور علمی تھا اور اب ہم میکسیکو میں بھی اسی طرح کا جلسہ کریں گے۔

پریس کانفرنس

جلسہ سے ایک روز قبل ہوٹل Holy In میں پریس کانفرنس کی گئی جس میں نیشنل ٹی وی، اخبار La Hora اور A.F.P. کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اسی رات خبروں کے بلٹن میں نیشنل ٹی وی پر تفصیل سے اس پریس کانفرنس کو نشر کیا گیا کہ جماعت احمدیہ ایک پُر امن جماعت ہے اور ہر قسم کے تشدّد کے خلاف ہے اور ہر ملک میں اپنے وسائل کے مطابق امن کی تعلیمات پھیلانے میں مصروف ہے۔

پریس کانفرنس میں اخباری نمائندوں کے سوالات کے جواب مکرم سید عبداللہ شاہ صاحب، مکرم David Gonzalez صاحب اور خاکسار نے دیئے۔ اخبار La Hora نے تصویر کے ساتھ نمایاں سرخی لکھی کہ:

''اسلام کا تشدّد سے کوئی تعلق نہیں''۔

نیشنل صدر جماعت احمدیہ گوئٹے مالا نے بتایا کہ لفظ اسلام کا مطلب ہی امن و سلامتی اور محبت و پیار ہے۔ انہوں نے متشدّد اسلامی تنظیم ISIS کی کارروائیوں کو اسلام کے خلاف قرار دیا اور کہا کہ اس تنظیم کی ظالمانہ اور پُرتشدّد کارروائیوں کی وجہ سے امن پسند مسلمانوں کو سخت دکھ اور تکلیف پہنچتی ہے۔

نیشنل صدر نے بتایا کہ ان کی جماعت گوئٹے مالا اور دنیا کے دیگر ممالک میں قیام امن کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔

نائب وزیر خارجہ سے ملاقات

17 دسمبر 2015ء کو جماعت احمدیہ گوئٹے مالا کے ایک وفد نے گوئٹے مالا کے نائب وزیر خارجہ Oscar Adolfo Padilla سے ملاقات کر کے جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا۔ اسلام کے بارے میں ان کی غلط فہمیاں دُور کیں۔ نیز جماعت کی کتب ولٹریچر کا تحفہ پیش کیا۔

اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب اور باعث خیر وبرکت فرمائے اور شاملین کا حافظ وناصر ہو۔ کارکنان کو بھی جزائے خیر عطا کرے۔ آمین

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم-عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 395

(گزشتہ شمارہ میں غلطی سے قسط کا نمبر 393 لکھا گیا تھا جبکہ وہ قسط نمبر 394 تھی۔قارئین تصحیح فرمالیں)۔

مکرم بن اسماعیلی کمال صاحب (1)

مکرم بن اسماعیلی کمال الدین صاحب کا تعلق الجزائر سے ہے جہاں ان کی پیدائش جنوری 1993 میں ہوئی اور پھر اتفاقاً احمدیت سے تعارف ہونے کے بعد جون 2012ء میں انہیں بیعت کرنے کی توفیق ملی۔وہ احمدیت کی طرف اپنے سفر کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سابقہ دینی حالت

میری پیدائش دینی ودنیاوی ہر دولحاظ سے ایک معمولی سے خاندان میں ہوئی۔میری والدہ صاحبہ نمازوں وغیرہ کا کچھ خیال رکھتی تھیں جبکہ والد صاحب صرف نام کے مسلمان تھے۔مَیں نے بھی سکول میں وضواور نماز وغیرہ کا طریقہ سیکھا اور کچھ عرصہ تک نماز بھی پڑھی تھی لیکن پھر چھوڑ دی۔مَیں اکثر اپنے والد صاحب سے نماز نہ پڑھنے کا سبب پوچھتا، اسی طرح دینی امور کے بارہ میں میرے اکثر سوال ان کے لئے پریشان کُن ثابت ہوتے تھے۔

ہمارے گھر میں قرآن کریم کا کوئی نسخہ نہ تھا، نہ ہی کوئی دینی کتاب پائی جاتی تھی اس لئے دینی معلومات کا سب سے بڑا ذریعہ ٹی وی ہی تھا۔

انتہا پسندی کی فیکٹری کا ایندھن

گو 2003ء کے اواخر میں میری عمر محض گیارہ بارہ سال ہی تھی لیکن اس سال ستمبر میں امریکا میں ہونے والے دہشتگردی کے بہت بڑے واقعہ کے بعد عراق پر امریکی حملہ کے ایام میں اردگرد کے ماحول سے میرے کانوں میں بعض ایسے الفاظ کی بازگشت گونجنے لگی جواس سے پہلے میں نے کبھی نہ سنے تھے۔مثلاً: جہاد، غاصبانہ قبضہ،شہادت، قربانی، انتقام، خودکش حملہ۔ یہ الفاظ ایسے جملوں میں استعمال ہوتے تھے جن میں ایک خاص جوش اورخون گرما دینے والا عنصر شامل تھا۔مجھے اس جنگ کے ماحول میں اہل سنّت وشیعہ علماء اور سیاسی راہنماؤں کے ولولہ انگیز خطابات کو سن کر بہت مزہ آتا تھا کیونکہ ان سب نے اسے کفر واسلام کی جنگ بنا کر پیش کیا ہوا تھا۔مجھے بھی اس کم عمری میں اپنے بے شمار ہم وطنوں کی طرح اس جنگ میں اسلام کی فتح کی تمنا تھی لیکن ایک بات کی سمجھ نہ آتی تھی کہ جب یہ کفر واسلام کی جنگ ہے اور جب یہ لیڈر حضرات اسلام کی جیت کے لئے ہی کوشاں ہیں تو تمام مسلمان ان کی مدد کیوں نہیں کررہے؟ اور دیگر اسلامی ممالک ان کی تائید میں کیوں نہیں کھڑے ہوجاتے؟ آج جب ان تقاریر کے پُر جوش جملوں اوران کے نتیجے میں پیدا ہونے والے جذبات کو یاد کرتا ہوں تو صاف سمجھ آتا ہے کہ یہ خطابات شدت پسندی کی فیکٹری کا ایندھن تھے، اورنہ جانے کتنے ہی نوجوانوں کے دماغ خراب کرنے کا باعث ٹھہرے۔آج اسلامی ممالک میں پھیلی ہوئی منظّم دہشتگردی کی بنیادیں شاید انہی دنوں میں ایسے علماء اوران کے ایسے خطابات نے کلیدی کردار ادا کیا تھا۔

قصص قرآن اورنزول مسیحؑ

ان ایام کی اس مذہبی رَو میں بہتے ہوئے 2005ء میں مجھے مدرسہ تعلیم القرآن میں داخل کروادیا گیا جس میں مولوی صاحب تحفیظِ قرآن کے علاوہ روزانہ ہمیں قرآنی قصص میں سے کوئی قصہ سناتے۔ یہ قصص بہت دلچسپ ہوتے تھے لیکن ان کے بعض حصے عقلی لحاظ سے ناقابل قبول دکھائی دیتے تھے۔اسی طرح ان قصص کے اندرونی واقعات کا باہمی ربط بھی اکثر مفقود ہوتا تھا۔ایسے امور میرے ذہن میں عجیب عجیب سوالات پید کرتے تو میں یہ سوالات مولوی صاحب کے سامنے رکھتا لیکن ان کی توجیہات میرے لئے اطمینان بخش ثابت نہ ہوتیں۔مجھے مولوی صاحب کے جواب سن کر یہی محسوس ہوتا کہ شاید یہ مولوی صاحب کی ذاتی علمی کمزوری ہے جو وہ میرے سوالوں کا اطمینان بخش جواب نہیں دے پارہے ورنہ اسلامی تعلیمات اوردینی کتب میں میرے سوالوں کا جواب موجود ہے۔لیکن دیگر قصص کے برعکس جب مولوی صاحب مسیح کا قصہ سناتے ہوئے کہتے کہ ان کے نزول کے بعد ہی مسلمانوں کی حالت درست ہوگی اور القدس کو آزاد کروایا جائے گا تو مجھے یہ قصہ ہر لحاظ سے مکمل نظر آتا اور میں ان کے الفاظ کی تصدیق کرتا اور میرے دل میں اس دن کو دیکھنے کی خواہش جوش مارنے لگتی، لیکن یہ بات غمگین کر جاتی تھی کہ شاید میری زندگی میں یہ واقعہ رونما نہ ہو۔تاہم یہ خواہش اتنی شدید تھی کہ اس کے زیر اثر کبھی خوابوں میں اور کبھی خیالوں میں مَیں خود کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر دشمنوں سے برسر پیکار دیکھنے لگا۔

جنّ وسحر

اسی طرح جنّ وسحر کے بارہ میں بھی میرے ذہن میں بہت سے سوال تھے لیکن مدرسہ تعلیم القرآن کے مولوی صاحب ان کے جوابات دینے کی بجائے ایسے لوگوں کے واقعات سنادیتے جنہیں مولوی صاحب نے بزعمِ خود جنّوں کے چنگل سے چھڑایا اور سحر سے آزاد کروایا تھا۔اسی طرح وہ بعض ایسے بزرگان کے قصے بھی بیان کرتے جنہوں نے جنّوں کو اپنے قبضہ میں کرلیا تھا اورانہیں خارق عادت روحانی قُویٰ عطا ہوئے تھے۔اسی طرح مولوی صاحب اپنے تجربات کے ذریعہ یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کرتے کہ انہیں بھی ایسے ہی روحانی قویٰ عطا ہوئے ہیں اور وہ جسے چاہیں اپنے تعویذات کے ذریعہ فائدہ یا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔یہ سن کر مَیں بھی اکثر مولوی صاحب سے یہ علم سکھانے کی درخواست کرتا۔وہ مجھے کہتے کہ پہلے تم قرآن حفظ کرلو پھر میں تمہیں یہ علوم سکھاؤں گا،لیکن ہر بار یہ بھی کہہ دیتے کہ یہ بہت مشکل عمل ہے۔

شیطان ویاجوج وماجوج

علاوہ ازیں شیطان کے بارہ میں مروّجہ خیالات اور مولویوں کی زبانی بیان ہونے والے مزعومہ حقائق بھی میرے لئے حیرت کا باعث تھے۔مَیں قدیم تفاسیر کے حوالے سے یہ جان کر حیران ہوتا تھا کہ شیطان کیونکر جنت میں داخل ہوگیا اور پھر وہاں پر آدم علیہ السلام کو دھوکہ دینے میں کیسے کامیاب ہوگیا؟ نیز جب شیطان انسان کے لئے اس قدر خطرناک اور نقصان دِہ تھا تو جنت سے نکالتے ہوئے اسے جان سے ہی کیوں نہ ماردیا گیا۔

مَیں یاجوج وماجوج کے بارہ میں بھی سنتا تو دل سے یہی صدا نکلتی کہ اگر مروّجہ خیالات کے مطابق یہ مخلوق زمین کے کسی اندرونی علاقے میں آباد ہے تو کاش کوئی شخص اس کے محل وقوع کا نقشہ بنادے تا ہمیں یاجوج وماجوج اوران کے سامنے بنائی جانے والی اس روک کے مقام کا علم ہوسکے جسے ذوالقرنین نے بنایا تھا۔اورانتظار کرنے والے وہیں سے ان کے خروج کے منتظر رہیں۔

معجزات ونشانات کا خاتمہ؟!

مَیں یہ بھی سوچتا تھا کہ آج کا انسان شاید بہت ہی بدقسمت ہے۔کیونکہ آج کے دَور میں نہ کوئی آسمانی نشانات ظاہر ہورہے ہیں نہ معجزات۔نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے اور زمانۂ نبوت سے دوری کی وجہ سے حد درجہ گمراہی پھیل رہی ہے۔اگر میں ماضی میں حضرت موسیٰ یا عیسیٰ علیہما السلام کے زمانے میں ہوتا تو ان کے معجزات کو دیکھ کر سب سے پہلے ان پر ایمان لانے والوں میں شامل ہوجاتا۔اسی طرح اگر میں اس زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام کو نازل ہوتا دیکھوں تو فوراً ایمان لے آؤں گا اور دجال کو دیکھوں تو فوراً پہچان جاؤں گا اوراس کی غیر معمولی طاقتیں دیکھنے کے باوجود اس کے خدائی کے دعوے کی ہرگز تصدیق نہ کروں گا۔لیکن افسوس کہ موجودہ زمانہ ان تمام امور سے خالی ہے۔اوراس زمانے میں کسی بھی روحانی اعزاز اور انعام پانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔بلکہ اس کے برعکس آج کل اس نماز سے بھی غافل کرنے کے ہزار محرکات وعوامل موجود ہیں جس کے التزام کے لئے مَیں نے انتہائی کوشش کی ہے۔

عیسائیت کا حملہ اور مایوسی

2011ء کی بات ہے کہ ایک روز اتفاقاً مجھے ایک ایسا عیسائی چینل مل گیا جس پر اسلامی تعلیمات اور عقائد کو زیر بحث لایا جارہا تھا اور مختلف پرانی تفاسیر واسلامی کتب کے حوالے سے اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر گندے اعتراضات کئے جارہے تھے۔یہ بات میرے لئے انتہائی تکلیف دِہ تھی لیکن اس سے زیادہ تکلیف دِہ امر یہ تھا کہ جو مسلمان فون کر کے اس چینل کے اٹھائے گئے اعتراضات کے جواب دیتے تھے وہ نہایت کمزور اور بے دلیل بات کررہے تھے اور ایسے جوابات سے عیسائیوں کے مزاعم کی مزید تائید ہوتی جارہی تھی۔ میں نے کہا کہ کہاں ہیں ہمارے علمائے افاضل، تا وہ ان عیسائیوں کے اعتراضات کا کافی وشافی جواب دے کر ان کے منہ ہمیشہ کے لئے بند کردیں۔لیکن کئی دن تک دیکھنے کے باوجود مجھے اس چینل کے بظاہر معقول اعتراضات کا جواب دینے کے لئے کوئی عالم نظر نہ آیا۔میں اپنی دینی غیرت کی بناء پر اسلام اور نبی اسلام کی اس قدر توہین برداشت نہ کرسکا اور غصہ میں آکر یہ چینل ہی حذف کردیا۔لیکن اگلے روز یہ دیکھنے کے لئے کہ شاید آج کسی مسلمان عالم نے منہ توڑ جواب دیا ہوگا میں نے دوبارہ عیسائی چینل لگالیا۔پھر مایوس ہوکر غصہ سے سیخ پا ہوگیا اور دوبارہ یہ چینل حذف کردیا۔یوں ہر روز اس امید پر دوبارہ یہ چینل دیکھتا کہ شاید آج ہی کوئی ان عیسائی حملہ آوروں کو جواب دینے کے لئے آجائے لیکن ہر روز ہی مجھے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا۔

زندگی کا خوش ترین دن

بالآخر مایوس ہوکر میں نے دیگر چینلز کا رخ کیا۔ابھی چند چینلز ہی بدلے تھے کہ ایک اسلامی چینل پر عیسائیوں کے عقائد کے متعلق بات سنی، رک کر سننے پر معلوم ہوا کہ یہ پروگرام عیسائی عقائد کے ردّ کے لئے پیش کیا جارہا ہے۔ اس میں پوری آزادی کے ساتھ عیسائیوں کو بھی شامل ہوکر دفاع کرنے کا موقع دیا جارہا تھا۔الحوار المباشر نامی اس پروگرام کا جو حصہ میں نے دیکھا وہ حد درجہ اعلیٰ تھا۔اس چینل پر قوی دلائل سے مسلح چار علماء ایسے مسکت دلائل پیش کررہے تھے جو مسلمانوں کے دلوں پر تو برد وسلام بن کر نازل ہورہے تھے جبکہ عیسائی ان کے سامنے بے بس نظر آتے تھے، بلکہ یوں کہنا بہتر ہوگا کہ انہیں راہِ فرار نہیں مل رہا تھا۔میرے لئے یہ دن شاید زندگی کا خوش ترین دن تھا۔

سبحان اللہ!

میں اس دن سے اس چینل کا گرویدہ ہوگیا۔قبل ازیں میں فٹ بال کا دیوانہ تھا۔کبھی شاذ کے طور پر ہی کوئی میچ چھوٹتا تھا۔لیکن ایم ٹی اے ملنے کے بعد اب صورتحال بالکل بدل گئی۔اب جب بھی وقت ملتا میں ایم ٹی اے لگا کر ٹی وی کے سامنے بیٹھ جاتا۔عیسائیت کے ردّ میں پیش کئے جانے والے پروگراموں کے علاوہ یہ جاننے کی خواہش بھی بہت منطقی تھی کہ ایسے پروگرامز کرنے والے یہ لوگ کون ہیں؟ چنانچہ ایم ٹی اے کے بعض پروگرامز دیکھنے کے بعد مجھے ان لوگوں کے بعض عقائد کے بارہ میں علم ہوا۔بعض اوقات تو یوں ہوتا کہ میں کسی معروف عقیدہ کے بارہ میں ان کی رائے اور موقف سنتا تو بے اختیار کہہ اٹھتا کہ ان کا موقف زیادہ معقول دکھائی دیتا ہے اوران کی دلیل زیادہ مضبوط ہے۔یہ عجیب بات تھی کہ میرے ذہن میں پیدا ہونے والے سوالات کے جوابات مجھے ان پروگراموں میں خود بخود ہی ملتے جاتے تھے، بلکہ بعض اوقات یہ لوگ خود ہی کوئی سوال اٹھا کر اس کا جواب دے دیتے جنہیں سن کر میری زبان سے بے اختیار ''سبحان اللہ'' ادا ہونے لگتا۔

ابھی تک بہت معمولی معلومات ہی جمع ہوئی تھیں کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ یہ چینل تو ایسا چشمہ ہے جس سے ہر پیاسے کو سیراب ہونا چاہئے، یہ ایسا فانوس ہے جس کی شعاعِ نور سے اندھیروں میں بھٹکنے والوں کو روشنی لینے کی ضرورت ہے۔لہٰذا میں ان معلومات کو لے کر فوراً اپنے بعض دوستوں کے پاس جا پہنچا۔لیکن اُن کی طرف سے ان عقائد اور خیالات کی شدید مخالفت کو دیکھ کر دنگ رہ گیا۔انہوں نے مجھ پر اعتراضات کی بوچھاڑ کردی اور میں کم علمی کی وجہ سے بالآخر شکست خوردہ سا ہوکر واپسی پر مجبور ہوگیا۔

واپس آکر جب میں نے ٹی وی آن کیا تو ایم ٹی اے پر میرے دوستوں کی طرف سے اٹھائے جانے والے اعتراضات کے مفصل جوابات سننے کو مل گئے۔چنانچہ میں نے انہیں اچھی طرح ازبر کرلیا اور تمسخر کرنے والے دوستوں کے پاس جا پہنچا۔پھر تو یہ روز کا معمول بن گیا۔ میں ہر روز دوستوں کی جانب سے بے شمار سوال لے کر واپس لوٹتا اور ایم ٹی اے پر اس روز انہی سوالات کے شافی جوابات مجھے مل جاتے چنانچہ اگلے روز میں بڑی قوت کے ساتھ اپنے دوستوں کے اعتراضات کے جواب دیتا۔مجھے ان مضبوط دلائل کی بناء پر بڑے بڑے عالم فاضل اور پڑھے لکھے لوگوں کے ساتھ بحث کرنا بھی آسان دکھائی دیتا تھا۔اور چونکہ مجھے دینی بحث ومباحثہ کا شوق بھی تھا اس لئے ابتدائی طور پر میں بہت خوش تھا اوران مضبوط دلائل اور منطقی تشریحات کو پیش کرکے خوب محظوظ ہوتا تھا۔

(باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ ہالینڈ کے 35ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

(رپورٹ: ظفر اقبال قریشی)

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ ہالینڈ کے 35ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد مورخہ 8، 9 اور 10 مئی 2015ء کو Nunspeet میں ہوا جو ہالینڈ کے شمال میں واقع ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اور جس کی آبادی تقریباً 19 ہزار ہے۔ امسال جلسہ سالانہ کے لئے مشن ہاؤس کے قریب ایک وسیع ٹینس ہال کرایہ پہ لیا گیا تھا۔ جلسہ سالانہ میں مکرم اخلاق احمد انجم صاحب دفتر تبشیر لندن نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز کی منظوری سے بطور مرکزی مہمان شرکت کی۔

مورخہ 8 مئی 2015ء بروز جمعۃ المبارک صبح 11 بجے رجسٹریشن کا آغاز ہوا۔ بعد ازاں امیر جماعت احمدیہ ہالینڈ نے انتظامات کا معائنہ کیا۔ دوپہر کے کھانے اور پرچم کشائی کی تقریب کے بعد مکرم اخلاق احمد انجم صاحب نے نمازِ جمعہ پڑھائی۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز کا خطبہ جمعہ MTA کے ذریعہ براہِ راست سنا گیا۔

جلسہ کا پہلا اجلاس 8 مئی 2015ء بروز جمعۃ المبارک دوپہر چار بجے شروع ہوا جس کی صدارت مکرم ھبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت احمدیہ ہالینڈ نے کی۔ تلاوت قرآنِ کریم اور اس کے اردو/ڈچ اور انگلش ترجمہ کے بعد ایک نظم پڑھی گئی۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب ہالینڈ نے افتتاحی تقریر میں اطاعت کے موضوع پر قرآن پاک، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ جات سے روشنی ڈالی۔ آپ نے فروری 2015ء میں اپنے مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کے عمرہ کی سعادت کے حسین لمحات کا بھی ذکر کیا۔ عمرہ کی سعادت حاصل کرنے والوں کا یہ قافلہ 40 افراد جماعت پر مشتمل تھا جس میں بچے، عورتیں بھی شامل تھے۔ اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم نعیم احمد وڑائچ صاحب مشنری انچارج جماعت احمدیہ ہالینڈ نے ''مذہبی رواداری'' کے موضوع پر کی۔ آپ نے ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں مذہبی رواداری کے موضوع کو وضاحت سے بیان کیا۔

جلسہ کے دوسرے اور تیسرے دن کا آغاز اجتماعی نمازِ تہجد سے ہوا اور نماز فجر کے بعد قرآنِ کریم کا درس دیا گیا۔

دوسرے اجلاس کی کارروائی کی صدارت مکرم چوہدری مبشر احمد صاحب افسر جلسہ سالانہ نے کی۔ تلاوت قرآنِ کریم اور نظم کے بعد اس اجلاس میں دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم عطاء القیوم صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ ہالینڈ کی ''سیرت و سوانح حضرت اقدس مسیح موعودؑ'' کے موضوع پر تھی۔ اور اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم حامد کریم محمود صاحب مربی سلسلہ ہالینڈ نے ''شرائط بیعت اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر کی۔ آپ نے قرآن پاک، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں بیعت کے معنی اور چند شرائط بیعت کو وضاحت سے بیان کیا۔

دونوں تقاریر کا live ڈچ ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔

تیسرا اجلاس نماز ظہر و عصر اور طعام کے بعد شروع ہوا۔ یہ اجلاس غیر از جماعت ڈچ مہمانوں کے لیے مختص تھا۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم ھبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت احمدیہ ہالینڈ نے کی۔ پہلے تلاوت قرآنِ کریم بمعہ ڈچ ترجمہ پیش کی گئی۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب نے جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا اور چند استقبالیہ کلمات کہے۔ اس اجلاس میں دو تقاریر پیش کی گئیں جو کہ ڈچ زبان میں تھیں۔ پہلی تقریر مکرم عبدالحمید فان درفیلدن صاحب کی تھی۔ ان کی تقریر کا موضوع تھا ''سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' اور دوسری تقریر مکرم ڈاکٹر عبدالحق صاحب کی تھی ان کی تقریر کا موضوع تھا ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا موجودہ معاشرہ پر اثرات''۔ دونوں مقررین نے اپنی تقاریر میں اس بات پر بھی روشنی ڈالی کہ بعض غیر مسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔

اس اجلاس میں 41 غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔ آخر میں محفل سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں ڈچ مہمانوں نے اسلام، احمدیت اور ISIS کے متعلق مختلف سوالات کئے جن کے جوابات مکرم امیر صاحب اور مقررین نے دیئے۔

پروگرام لجنہ اماء اللہ ہالینڈ

ہفتہ کی صبح لجنہ اماء اللہ ہالینڈ نے اپنا ایک الگ اجلاس منعقد کیا۔ جس کی صدارت محترمہ صدر لجنہ اماء اللہ ہالینڈ نے کی۔ تلاوت قرآنِ کریم کے بعد نظم پیش کی گئی۔ بعد ازاں دو تقاریر پیش کی گئیں جن کے موضوعات تھے ''ہمارا گھر ہماری جنت'' اور ''مسلمان خواتین کی مالی قربانیاں''۔ ان تقاریر کے بعد قصیدہ پیش کیا گیا۔ آخر پر محترمہ صدر لجنہ اماء اللہ ہالینڈ نے لجنہ سے خطاب کیا۔ اس خطاب میں انہوں نے ''خلافت، ہماری بقا کی ضمانت'' کے موضوع پر روشنی ڈالی۔ دعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ کے تیسرے دن چوتھے اجلاس کی صدارت نائب امیر جماعت احمدیہ ہالینڈ مکرم عبدالحمید فان درفیلدن صاحب نے کی۔ تلاوت قرآنِ کریم کے بعد نظم پیش کی گئی۔ اس اجلاس میں دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر (ڈچ زبان میں) مکرم سفیر احمد صدیقی صاحب مربی سلسلہ ہالینڈ کی تھی۔ ان کی تقریر کا موضوع تھا ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بطور اسوہ حسنہ''۔ اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم اظہر علی نعیم صاحب صدر مجلس انصار اللہ ہالینڈ کی تھی جس کا موضوع تھا ''مالی قربانی کی اہمیت''۔ دونوں مقررین نے قرآن پاک، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء احمدیت کے ارشادات کی مدد سے ان موضوعات پر روشنی ڈالی۔

اختتامی اجلاس نماز ظہر و عصر اور طعام کے بعد مکرم ھبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت احمدیہ ہالینڈ کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم اور آیاتِ کریمہ کے اردو، ڈچ اور انگلش ترجمہ سے شروع ہوا۔ نظم کے بعد مکرم اخلاق احمد انجم صاحب نے ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمنوں سے حسن سلوک'' کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے کہا کہ آجکل ہمارے پیارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں مغربی دنیا میں یہ لغو اور بیہودہ پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ آپؐ ایک جنگجو اور ظالم نبی تھے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپؐ لوگوں کے ہمدرد، خدا کی مخلوق سے شفقت کے مظہر اور مجسم رحمت تھے۔ آپؐ رحمت تھے اپنوں کے لئے، آپؐ رحمت تھے بیگانوں کے لئے، آپؐ رحمت تھے دوستوں کے لئے، آپؐ رحمت تھے اپنے جانی دشمنوں کے لئے، آپؐ نے کبھی کسی سے اپنے اوپر کی گئی زیادتی کا کوئی انتقام نہیں لیا۔ آپؐ نے ہر دکھ کو برداشت کیا۔ دشمن کی ہر تکلیف پر صبر کیا۔ نہ انکی گالی پر ناراضگی کا اظہار فرمایا نہ ان کی طرف سے پہنچائی گئی جسمانی تکلیفوں کا بدلہ لیا۔ آپؐ پر کوڑا پھینکا جاتا۔ آپؐ کو گالیاں دی جاتیں۔ لیکن آپؐ ہمیشہ درگزر فرماتے۔ مکرم اخلاق احمد انجم صاحب نے ابو جہل کی گستاخی پر عفو اور درگذر، مشرکین مکہ سے حسن سلوک، جنگوں میں شفقت اور رحم کے نمونے اور فتح مکہ کے موقع پر عظیم عفو اور رحمت کا سلوک'' جیسے مختلف واقعات کی مدد سے ثابت کیا کہ آپؐ کس طرح خدا کی مخلوق کے لئے شفقت کے مظہر اور مجسم رحمت تھے۔

اس تقریر کا Live ڈچ ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔

بعد ازاں مکرم امیر صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں حاضرین جلسہ کو جلسہ کے مقاصد بتائے اور چند ضروری نصائح کیں جس میں آپس میں بھائی چارہ، ازدواجی تعلقات میں معافی کا پہلو اور عفو و درگزر سے کام لینا شامل ہیں۔ مکرم امیر صاحب نے مساجد کی تعمیر کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ اس سلسلے میں انہوں نے ہالینڈ کے شہر Almere میں تعمیر کی جانے والی جماعت احمدیہ کی مسجد کا خصوصیت سے ذکر کیا اور جماعت کو بڑھ چڑھ کر مالی قربانی کرنے کی تلقین کی۔ آخر پر مکرم اخلاق احمد انجم صاحب نے دعا کروائی۔ یوں یہ تین روزہ جلسہ سالانہ بفضلِ تعالیٰ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اس اجلاس میں یوکے سے تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے اولڈ سٹوڈنٹس کے ایک گروپ نے بھی شرکت کی۔ یہ گروپ 24/افراد پر مشتمل تھا۔

جلسہ کی کل حاضری 896 رہی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جلسہ کے شاملین کو اپنے فضلوں سے نوازے اور سب کے ایمان و وفا میں برکت دے۔ آمین

بک سٹال

شعبہ اشاعت کے زیر اہتمام جلسہ گاہ میں ایک بکسٹال کا بھی انتظام کیا گیا تھا جہاں اردو، انگلش اور ڈچ زبانوں میں جماعتی کتب دستیاب تھیں۔

الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں کوریج

جلسہ سالانہ کو خدا کے فضل سے لوکل میڈیا میں کافی کوریج ملی اور جماعت احمدیہ کے پیار و محبت اور امن و سلامتی کے پیغام کو خوب سراہا گیا۔ چنانچہ ہزاروں افراد تک جماعت احمدیہ کا تعارف بڑے عمدہ طریق پر پہنچا۔

حمد

اُس سے مانگ کے دیکھ کبھی، اے مُورکھ سے انسان
جو کہ جل تھل کر سکتا ہے، پیاس کے ریگستان
جس خورشید کو دیکھ کے پگھلیں، برف کے بلتستان
جس کا وصل مٹا دیتا ہے، ہجر کے راجھستان
ساری دنیا چھوڑ چھاڑ کے، اُس سے جا کے مل
رو رو اپنا حال سنا، اور رکھ قدموں میں دل
پاؤں اس کے پڑ کے کہنا، اے نوروں کے نور
جس نے کاٹے کشت ہزاروں، میں ہوں وہ مزدور
گرتے پڑتے آیا ہوں، میں گھائل چُور و چُور
کر دے گھپ اندھیرے مجھ سے، میلوں صدیوں دور
بخش دے مجھ کو، دیکھ نہ میرا نامۂ اعمال
میرے ہاتھ نہ پلّے کچھ بھی، ایسا ہوں کنگال
دُکھ کے ببر شیر ہیں پیچھے، بن جا میری ڈھال
پھر نہ دنیا مُڑ کے دیکھوں، ایک نظر وہ ڈال
تیرے ہاتھ میں بخشش کے ہیں، اربوں بحرِ ہند
رحمت کا اک چھڑک وہ قطرہ، جی اُٹھے یہ جِند

(مبارک صدیقی)

خطبہ جمعہ

ماں باپ بعض دفعہ تو بچوں کو کسی کام کے کرنے پر سختی سے سرزنش کرتے ہیں، بے انتہا سختی کرتے ہیں اور بعض لوگ بچوں کی غلطیوں پر اتنی زیادہ صَرفِ نظر کرتے ہیں کہ بچے کو اچھے اور بُرے کی تمیز مٹ جاتی ہے اور یہ دونوں باتیں بچوں کی تربیت پر بُرا اثر ڈالتی ہیں۔

باپوں کو خاص طور پر بچوں کی تربیت میں ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے کہ کہاں نرمی کرنی ہے، کہاں سختی کرنی ہے، کس طرح سمجھانا ہے، یہ باپوں کی ذمہ داری ہے صرف ماؤں پہ نہ چھوڑیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام کی تصاویر کے استعمال سے متعلق ضروری احتیاطوں کے اختیار کرنے کی تاکید

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بدعات کو دُور کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ ایک احمدی کو بدعات کے خلاف جہاد کرنا چاہئے۔

علم کے معاملہ میں بخل نہیں کرنا چاہئے۔ اس کو پھیلانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

جلد باز طبیعت بعض دفعہ بغیر سوچے سمجھے اعتراض کی بات کر دیتی ہے اور اس سے دوستوں کو بچنا چاہئے۔

بیماروں پر حق اور صداقت کا اثر بہت جلدی ہوتا ہے۔ ڈاکٹر بیماروں کو تبلیغ کیا کریں۔ اس طرح سے وہ دین کی خدمت کر سکتے ہیں۔

امام کی آواز کے مقابلے میں افراد کی آواز کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ تمہارا فرض ہے کہ جب بھی تمہارے کانوں میں خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز آئے تم فوراً اس پر لبیک کہو اور اس کی تعمیل کے لئے دوڑ پڑو کہ اسی میں تمہاری ترقی کا راز مضمر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے لوگوں کو خوش کرنے کے لئے کام نہیں کرنا چاہئے۔

مکرم عبدالنور جابی صاحب آف سیریا کی وفات۔ مرحوم کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 18/ مارچ 2016ء بمطابق 18/ امان 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن۔

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

ماں باپ بعض دفعہ تو بچوں کو کسی کام کے کرنے پر سختی سے سرزنش کرتے ہیں، بے انتہا سختی کرتے ہیں اور بعض لوگ بچوں کی غلطیوں پر اتنی زیادہ صَرفِ نظر کرتے ہیں کہ بچے کو اچھے اور برے کی تمیز مٹ جاتی ہے اور یہ دونوں باتیں بچوں کی تربیت پر بُرا اثر ڈالتی ہیں۔ زیادہ سختی، بات بات پر بلا وجہ اور بغیر دلیل کے روکنا ٹوکنا بچوں کو باغی بنا دیتا ہے اور پھر وہ ایک عمر کے بعد جائز بات کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اسی طرح بچے کی ہر معاملے میں ناجائز طرفداری بھی جیسا کہ مَیں نے کہا بچوں کی تربیت پر بُرا اثر ڈالتی ہے۔ خاص طور پر ایسی عمر کے بچے جو بچپن سے نکل کر نوجوانی میں قدم رکھ رہے ہوں ان کو والدین کے یہ رویے جو ہیں خراب کرتے ہیں خاص طور پر باپوں کے۔ پس ایسی عمر میں بچوں کو سمجھانے کے لئے دلیل سے بات کرنی چاہئے اور خاص طور پر اس زمانے میں جبکہ بچوں پر صرف اپنے محدود ماحول کا ہی اثر نہیں ہے بلکہ پورے ملک بلکہ اس سے بھی بڑھ کر پوری دنیا کے ماحول کا اثر ہو رہا ہے۔ ایسے حالات میں باپوں کو خاص طور پر بچوں کی تربیت میں ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے کہ کہاں نرمی کرنی ہے، کہاں سختی کرنی ہے، کس طرح سمجھانا ہے، یہ باپوں کی ذمہ داری ہے صرف ماؤں پہ نہ چھوڑیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کس طرح تربیت فرمایا کرتے تھے اس کا ایک واقعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے اس کی تفصیل بیان کر رہے ہیں کہ کون سی چیزیں حلال ہیں اور کونسی طیب ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف جانور مختلف کاموں کے لئے پیدا کئے ہیں۔ کوئی خوبصورتی کے لئے کہ دیکھنے میں خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ کوئی آواز کے لئے کہ اس کی آواز بہت عمدہ ہے۔ کوئی کھانے کے لئے کہ اس کا گوشت اچھا ہے۔ کوئی دوائی کے لئے کہ اس کے گوشت میں کسی مرض سے صحت دینے کی طاقت ہے۔ صرف جانور اور حلال دیکھ کر اسے نہیں کھانا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک جانور کا گوشت صحت کے لئے مضر نہ ہو مگر وہ مثلاً بعض فصلوں یا انسانوں میں بیماری پیدا کرنے والے کیڑوں کو کھاتا ہو۔ (اسی لئے بعض قسم کے پرندے ہیں گو وہ حلال ہیں لیکن حکومتوں کی طرف سے بھی ان کو مارنے کی پابندی ہوتی ہے۔ پاکستان میں بھی پابندی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ فصلوں کے کیڑے کھا رہے ہوتے ہیں۔ تو فرمایا کہ کیڑے کھانے والے ہیں۔) گوشت کے لحاظ سے اس کا گوشت حلال بھی ہو گا اور طیّب بھی مگر پھر بھی بنی نوع انسان کا عام فائدہ دیکھتے ہوئے اس کا گوشت طیّب نہ رہے گا۔ (پس بیشک حلال بھی ہے طیب بھی ہے لیکن پھر دیکھنے والی چیز یہ ہو گی کہ زیادہ فائدہ کس کا ہے۔ اپنے فائدے پر بنی نوع کے فائدے کو ختم کرنا ہو گا یا بنی نوع کے فائدے کو اپنے فائدے پر ترجیح دینی ہو گی) کیونکہ ان کے کھانے کی وجہ سے انسان بعض اور فوائد سے محروم رہ جائیں گے۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) مجھے بچپن ہی میں یہ سبق سکھایا گیا تھا۔ میں بچپن میں ایک دفعہ ایک طوطا شکار کر کے لایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے دیکھ کر کہا کہ محمود! اس کا گوشت حرام تو نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ہر جانور کھانے کے لئے ہی پیدا نہیں کیا۔ بعض خوبصورت جانور دیکھنے کے لئے ہیں کہ انہیں دیکھ کر آنکھیں راحت پائیں۔

بعض جانوروں کو عمدہ آواز دی ہے کہ ان کی آواز سن کر کان لذّت حاصل کریں۔ پس اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہر حس کے لئے نعمتیں پیدا کی ہیں وہ سب کی سب چھین کر زبان ہی کو نہ دے دینی چاہئیں۔ (یعنی اپنی زبان کے مزے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر جانور کو مارا جائے اور کھایا جائے اس کے دوسرے جو فوائد ہیں وہ دیکھنا چاہئیں۔ صرف اپنے کھانے کا مزا نہیں لینا چاہئے۔ تو پھر فرمایا کہ) دیکھو یہ طوطا کیسا خوبصورت جانور ہے۔ حضرت مسیح موعود نے حضرت مصلح موعود کو فرمایا کہ دیکھو یہ طوطا کیسا خوبصورت جانور ہے۔ درخت پر بیٹھا ہوا دیکھنے والوں کو کیسا بھلا معلوم ہوتا ہوگا۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 263)

پس یہ خوبصورت انداز جو تربیت کا ہے نہ صرف دل پر اثر کرنے والا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو بھی ذہن میں بٹھانے والا ہے کہ حلال اور طیب تو کھاؤ لیکن اس میں بھی احتیاط ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے حلال کا بھی حکم دیا، طیب کا بھی حکم دیا لیکن طیب کی تعریف بعض جگہ بدل بھی جاتی ہے۔ پس جو جانور یا پرندے دوسرے مفید کاموں میں استعمال ہو رہے ہوں یا دوسری جگہ فائدہ پہنچا رہے ہوں ان میں سے بعض حلال ہونے کے باوجود طیب نہیں رہتے کیونکہ ان کا فائدہ ان کے گوشت کھانے سے دوسری جگہ پر بہرحال زیادہ ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان کردہ بعض اَور واقعات بھی پیش کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا سے بدعات کو دُور کرنے اور اسلام کی خوبصورت تعلیم دکھانے آئے تھے۔ پس جب آپ کا یہ مشن تھا تو کس طرح یہ ممکن ہے کہ آپ کی اپنی ذات سے کسی قسم کی بدعت کے پھیلنے کا احتمال ہو یا بدعت پھیلانے والے ہوں (نعوذ باللہ)۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنی تصویر کھنچوائی لیکن جب ایک کارڈ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا (پوسٹ کارڈ تھا) جس پر آپ کی تصویر تھی تو آپ نے فرمایا کہ اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی اور جماعت کو ہدایت فرمائی کہ کوئی شخص ایسے کارڈ نہ خریدے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آئندہ کسی نے ایسا کرنے کی جرأت نہ کی۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 14 صفحہ 214)

لیکن آجکل پھر بعض جگہوں پر بعض ٹویٹس (Tweets) میں، واٹس ایپ (WhatsApp) پہ میں نے دیکھا ہے کہ لوگ کہیں سے یہ پرانے کارڈ نکال کر یا پھر انہوں نے اپنے بزرگوں سے لئے یا بعضوں نے پرانی کتابوں کی دوکانوں سے خریدے۔ اور پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تو یہ غلط طریق ہے اس کو بند کرنا چاہئے۔ تصویر آپ نے اس لئے کھنچوائی تھی کہ دور دراز کے لوگ اور خاص طور پر یورپین لوگ جو چہرہ شناس ہوتے ہیں وہ آپ کی تصویر دیکھ کر سچائی کی تلاش کریں گے، اس کی جستجو کریں گے لیکن جب آپ نے دیکھا کہ لوگ کارڈ پر تصویر شائع کر کے یہ کاروبار کا ذریعہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں یا کہیں بنا نہ لیں اور جب آپ نے محسوس کیا کہ اس سے بدعت نہ پھیلنی شروع ہو جائے، یہ بدعت پھیلنے کا ذریعہ نہ بن جائے تو آپ نے سختی سے اس کو روک دیا بلکہ بعض جگہ آپ نے فرمایا کہ ان کو ضائع کروا دیا جائے۔ پس وہ بعض لوگ جو تصویروں کا کاروبار کرتے ہیں، جنہوں نے تصویروں کو کاروبار کا ذریعہ بنایا ہوا ہے اور بے انتہا قیمتیں اس کی وصول کرتے ہیں ان کو توجہ کرنی چاہئے۔ پھر بعض ایسے بھی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر میں بعض رنگ بھر دیتے ہیں حالانکہ کوئی coloured تصویر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نہیں ہے۔ یہ بھی بالکل غلط چیز ہے اس سے بھی احتیاط کرنی چاہئے۔ اسی طرح خلفاء کی تصویروں کے غلط استعمال ہیں ان سے بھی بچنا چاہئے۔

ایک دفعہ سینما اور بائی سکوپ کے بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک شوریٰ میں بحث چل گئی تو اس پر آپ نے فرمایا کہ ”یہ کہنا کہ سینما یا بائی سکوپ یا فونوگراف اپنی ذات میں بُرا ہے، صحیح نہیں۔ فونوگراف خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سنا ہے بلکہ اس کے لئے آپ نے خود ایک نظم لکھی اور پڑھوائی اور پھر یہاں کے ہندوؤں کو بلوا کر وہ نظم سنائی۔ یہ وہ نظم ہے جس کا ایک شعر یہ ہے کہ

آواز آ رہی ہے یہ فونوگراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے، نہ لاف و گزاف سے

پس سینما اپنی ذات میں برا نہیں۔ (لوگ بڑا سوال کرتے ہیں کہ وہاں جانا گناہ تو نہیں ہے۔ یہ اپنی ذات میں برا نہیں ہے) بلکہ اس زمانے میں اس کی جو صورتیں ہیں وہ مخرب اخلاق ہیں۔ اگر کوئی فلم کلّی طور پر تبلیغی یا تعلیمی ہو اور اس میں کوئی حصہ تماشا وغیرہ کا نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔“ (کوئی ڈرامے بازی نہ ہو۔) حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ”میری یہی رائے ہے کہ تماشا تبلیغی بھی ناجائز ہے۔“ غلط طریق ہے۔ (ماخوذ از رپورٹ مجلس مشاورت سال 1939ء صفحہ 86)

پس اس بات سے ان لوگوں پر واضح ہو جانا چاہئے جو یہ کہتے ہیں کہ ایم ٹی اے پر اگر پروگراموں میں بعض دفعہ میوزک آ جائے تو کوئی حرج نہیں یا وائس آف اسلام ریڈیو شروع ہوا ہے اس پر بھی آ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ان باتوں اور ان بدعات کو ختم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئے تھے۔ ہمیں اپنی سوچوں کو اس طرف ڈھالنا ہوگا جو آپ علیہ السلام کا مقصد تھا۔ نئی ایجادات سے فائدہ اٹھانا حرام نہیں، نہ یہ بدعات ہیں۔ لیکن ان کا غلط استعمال بدعت بنا دیتا ہے۔ بعض لوگ یہ تجویزیں بھی دیتے ہیں کہ ڈرامے کے رنگ میں تبلیغی پروگرام یا تربیتی پروگرام بنائے جائیں تو ان کا اثر ہوگا۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اگر آپ ایک غلط بات میں داخل ہوں گے یا کوئی بھی غلط بات اپنے پروگراموں میں داخل کریں گے تو کچھ عرصے بعد سو قسم کی بدعات خود بخود داخل ہو جائیں گی۔ غیروں کے نزدیک تو شاید قرآن کریم بھی میوزک سے پڑھنا جائز ہے لیکن ایک احمدی نے بدعات کے خلاف جہاد کرنا ہے اس لئے ہمیں ان باتوں سے بچنا چاہئے اور بچنے کی بہت کوشش کرنی چاہئے۔

ایک غیر احمدی نے ایک اخبار میں مضمون لکھا جو ایک لطیفہ تو ہے۔ اس سے ایک مولوی صاحب کی جہالت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی ان کی سوچوں کا بھی پتا لگتا ہے کہ یہ اس چیز کو جائز سمجھتے ہیں۔ یہ لکھنے والا لکھتا ہے کہ ایک جگہ ایک عرب گلوکارہ عربی میں میوزک کے ساتھ گانا گا رہی تھی۔ مولوی صاحب کو بھی وہاں لے گئے۔ وہ بڑے جھوم جھوم کر وہ سن رہے تھے۔ تو انہوں نے پوچھا کہ مولوی صاحب آپ اس عربی پہ اتنا جھوم کیوں رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ سبحان اللہ اور ساتھ ساتھ سبحان اللہ اور ماشاء اللہ اور اللہ اکبر بھی پڑھتے جائیں۔ انہوں نے کہا جھوم کیوں رہے ہیں؟ کہتا ہے دیکھو۔ دیکھ نہیں رہے تم کتنی خوبصورت آواز میں قرآن کریم پڑھ رہی ہے۔ اس گانے کو انہوں نے کیونکہ وہ عربی میں تھا قرآن کریم بنا دیا۔ تو جب یہ بدعات پھیلتی ہیں تو سوچیں بھی اسی طرح تبدیل ہو جاتی ہیں۔

ڈاکٹروں کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر خاص طور پر ہندوستان میں مریض کا علاج کرتے ہوئے سمجھتے ہیں کہ اپنے مریض کا ہم ہی علاج کر سکتے ہیں اور کسی اَور کو دکھانے کی ضرورت نہیں۔ اور کسی مشورے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس بات کو مزید بیان فرماتے ہیں کہ ”ہندوستانی ڈاکٹروں میں سے ننانوے فیصد ایسے ہیں جو دوسرے سے مشورے کو بھی اپنی ہتک سمجھتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں اس میں شک نہیں کہ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب (جو آپ کے معالج تھے) تجربے میں باقی جتنے سب اسسٹنٹ سرجن میں نے دیکھے ہیں ان سے اچھے ہیں مگر باوجود اس کے یہ معنی نہیں کہ انہیں مشورے کی ضرورت نہیں۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قاعدہ تھا اور خود میں بھی جب 1918ء میں بیمار ہوا ہوں تو میں نے بھی ایسا ہی کیا کہ طبیب اور ڈاکٹر سب جمع کر لئے۔ ڈاکٹروں کی دوائی بھی کھاتا تھا اور طبیبوں کی بھی۔ کیا معلوم اللہ تعالیٰ کس سے فائدہ دے دے۔ اگر کوئی ڈاکٹر اپنے آپ کو خدا سمجھتا ہے تو سمجھے۔ ہم تو اسے بندہ ہی سمجھتے ہیں۔“ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 14 صفحہ 129)

اسی طرح آجکل بھی بعض ڈاکٹر ناراض ہو جاتے ہیں اور یہ غلط طریقہ ہے کہ دوسرے سے علاج کیوں کروایا۔ بعض دفعہ عام جڑی بوٹیوں کا علاج کرنے والے لوگ جو باقاعدہ طبیب بھی نہیں ان کے پاس بعض نسخے آ جاتے ہیں اور وہ علاج کرتے ہیں اور مریض کے بہترین علاج کرتے ہیں۔ جہاں بعض دفعہ ڈاکٹر فیل ہو جاتے ہیں، کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا وہاں ان کے یہ علاج یا ٹونے ٹوٹکے کام آ جاتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ”سید احمد نور صاحب کابلی کے ناک پر زخم تھا۔ انہوں نے کئی علاج کروائے۔ لاہور کے میو ہسپتال بھی گئے۔ ایکسرے کرا کر علاج کرایا کہ پتا لگے کیا وجہ ہے مگر زخم اور بھی خراب ہوتا گیا۔ آخر وہ پشاور گئے وہاں ایک نائی سے علاج کرایا۔ اس نے صرف تین روز دوائی استعمال کروائی اور زخم اچھا ہو گیا۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ اب ایسے ماہرین موجود ہیں جن کو ایسے ایسے پیشے آتے ہیں کہ اگر انہیں زندہ رکھا جائے تو اس سے آگے کئی نئے پیشے جاری ہو سکتے ہیں۔ زندہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں ریسرچ کروائی جائے، ان کو توجہ دلائی جائے کہ وہ اپنے نسخے آگے جاری رکھیں۔ لیکن ہوتا کیا ہے؟ تیسری دنیا کے ملکوں میں ان کے جاننے والے چونکہ انہیں زندہ رکھنے کی کوشش نہیں کرتے اس لئے وہ ترقی نہیں کر رہے۔ اگر ان کی طرف لوگوں کی توجہ ہو تو ان سے آگے کئی فنون نکل سکتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہی ہڈیوں کا ٹھیک کرنا ہے۔ پہلوان اور نائی اسے جانتے ہیں اور اس سے پرانی دردوں اور ٹیڑھی ہڈیوں کو درست کیا جا سکتا ہے۔ بعض اس میں بڑے ماہر ہوتے ہیں۔ بعض تو بنے ہوئے ہیں جو صحیح ہڈیاں بھی توڑ دیتے ہیں۔ لیکن بعض بڑے ماہرین ہیں۔ تو اسے سیکھ کر پھیلانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ پرانے زمانے میں لوگ ان پیشوں کے اظہار میں بہت بخل سے کام لیتے تھے اور کوئی کسی کو بتاتا نہ تھا۔ اس لئے وہ مٹ گئے۔ بہت ساری چیزیں، باتیں جو پرانے لوگوں میں تھیں، بعض نسخے تھے کیونکہ آگے بتاتے نہیں تھے کہ کسی کو پتا نہ لگ جائے اس لئے ختم ہو گئے۔ یورپ والے ایسا نہیں کرتے بلکہ اپنے فن کو عام کر دیتے ہیں اور اس سے وہ روپیہ بھی زیادہ کما سکتے ہیں۔ (بعض دوائیاں بھی پیٹنٹ ہوتی ہیں کچھ عرصہ کے بعد عام ہو جاتی ہیں۔)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے کہ ایک نائی تھا جسے ایسی مرہم کا علم تھا جس سے بڑے بڑے زخم، خراب زخم بھی اچھے ہو جاتے تھے۔ لوگ دُور دُور سے اس کے پاس علاج کروانے کے لئے آتے تھے۔ اس کا بیٹا اس کا نسخہ پوچھتا تو وہ جواب دیتا کہ اس کے جاننے والے دنیا میں دو نہیں ہونے

چاہئیں۔ پس میرے پاس ہے علم، یہیں رہے گا بیٹے کو بھی نہیں بتاتا۔ آخر وہ بوڑھا ہو گیا اور سخت بیمار ہوا تو اس کے بیٹے نے کہا کہ اب تو بتا دیں۔ زندگی کا پتا کچھ نہیں۔ وہ کہنے لگا کہ اچھا اگر تم سمجھتے ہو کہ میں مرنے لگا ہوں تو بتا دیتا ہوں۔ مگر پھر کہنے لگا کہ کیا پتا میں اچھا ہی ہو جاؤں۔ اس لئے پھر بتانے سے رک گیا اور چند گھنٹوں کے بعد اس کی جان نکل گئی اور اس کا بیٹا بیچارہ پوچھتا رہ گیا۔ فن سے محروم رہ گیا۔ اس کا تو یہ خیال تھا کہ فن حاصل کر لوں گا لیکن بہرحال اپنے باپ کی ضد کی وجہ سے جاہل کا جاہل ہی رہ گیا۔ اور اس کا باپ اس کے کوئی کام نہ آسکا، نہ اس کا فن اس کے کام آسکا۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ بخل ترقی کا نہیں بلکہ ذلت و رسوائی کا موجب بنتا ہے اس لئے ایسے معاملوں میں علم کے معاملے میں بخل نہیں کرنا چاہئے۔ اس کو پھیلانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں بعض دفعہ یہ خاندانوں کی تباہی کا موجب ہو جاتا ہے تو ان پیشوں اور فنون کا سکھانا مضر نہیں بلکہ مفید ہے۔ اس سے علم ترقی کرتا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ یہ فنون خصوصاً مردہ فنون کو ترقی دی جائے۔" (ماخوذ از روزنامہ الفضل 29 اپریل 1939ء جلد 27 نمبر 98 صفحہ 4)

پس کہیں ڈاکٹر تکبر کا باعث بن رہے ہوتے ہیں اور اس تکبر کی وجہ سے دوسرے کے لئے تکلیف کا باعث بن رہے ہوتے ہیں اور کبھی جہالت جو ہے وہ علم کا خاتمہ کر دیتی ہے اور پھر وہ فائدہ جو دنیا کو پہنچ رہا ہوتا ہے اس سے دنیا محروم رہ جاتی ہے۔ تو یہ غیر ترقی یافتہ یا ترقی پذیر ملکوں میں عام چیز ہے۔ وہاں جماعت احمدیہ کو خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ اس جہالت کو دُور کریں۔

انسان کی مختلف طبائع ہوتی ہیں بعض اخلاص میں بڑھے ہوئے ہوتے ہیں اور ہر بات کو شرح صدر سے مانتے ہیں۔ بعض جلد باز ہوتے ہیں۔ نیت بد نہ بھی ہو تب بھی اعتراض کر دیتے ہیں یا ایسے رنگ میں بات کرتے ہیں جس میں اعتراض کا رنگ ہو۔ ایسے ہی لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود ایک جگہ فرماتے ہیں کہ "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک دفعہ ایسی ہی دو مختلف طبیعتوں کا اجتماع ہو گیا (یعنی ایک جگہ اکٹھے ہو گئے۔) 4/ اپریل 1905ء کو جو خطرناک زلزلہ آیا اس موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زلازل کے متعلق کثرت سے الہامات ہوئے۔ (بہت کثرت سے الہامات ہوئے کہ اب زلزلے آئیں گے) تو آپ خدا تعالیٰ کے کلام کا ادب اور احترام کرتے ہوئے اپنے باغ میں تشریف لے گئے۔ کئی بیوقوف (اُس وقت بھی یہ) کہہ دیا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام طاعون سے ڈر کر باغ میں چلے گئے ہیں۔ اس زمانے میں طاعون بھی تھا اور زلزلے بھی آ رہے تھے۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ عجیب بات ہے کہ میں نے بعض احمدیوں کے منہ سے بھی یہ بات سنی ہے حالانکہ طاعون کے ڈر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کبھی اپنا گھر نہیں چھوڑا۔ اس وقت چونکہ زلازل کے متعلق آپ کو کثرت سے الہامات ہو رہے تھے اس لئے آپ نے یہی مناسب خیال فرمایا کہ کچھ عرصہ باغ میں رہیں۔ باقی دوستوں کو بھی آپ نے وہیں رہنے کی تحریک کی اور چونکہ جلدی تھی اس لئے کچھ تو خیموں کا انتظام کیا گیا اور کچھ لوگوں نے اینٹوں پر چٹائیاں وغیرہ ڈال کر رہنے کے لئے جھونپڑیاں بنالیں" اور سب کو آپ نے اپنے ساتھ رکھا۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 14 صفحہ 114-113)۔ پس جلد باز طبیعت بعض دفعہ بغیر سوچے سمجھے اعتراض کی بات کر دیتی ہے اور اس سے دوستوں کو بچنا چاہئے۔

خطبہ الہامیہ کے دوران حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جس طرح دیکھا اسے بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ آپ عربی میں عید کا خطبہ پڑھیں آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا جائے گا۔ آپ نے اس سے پہلے کبھی عربی میں تقریر نہ کی تھی لیکن جب تقریر کرنے کے لئے آئے اور تقریر شروع کی تو حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے خوب یاد ہے کہ گو میں چھوٹی عمر میں ہونے کی وجہ سے عربی نہ سمجھ سکتا تھا مگر آپ کی ایسی خوبصورت اور نورانی حالت بنی ہوئی تھی کہ میں اول سے آخر تک برابر تقریر سنتا رہا حالانکہ ایک لفظ بھی نہ سمجھ سکتا تھا۔
(ماخوذ از حقیقۃ الرؤیا، انوار العلوم جلد 4 صفحہ 188-187)

مسجد مبارک قادیان کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے یہ واقعہ بیان فرمایا جس کا ذکر الفضل میں ایک رپورٹ میں یوں ملتا ہے کہ "بعض دوستوں نے عرض کیا کہ خطبہ الہامیہ کے ساتھ حضرت مسیح موعود کا جو اشتہار شامل ہے اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ مسجد مبارک کون سی ہے۔ (حضرت مصلح موعود سے لوگوں نے یہ سوال پوچھا۔) اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خطبہ الہامیہ منگوا کر وہ اشتہار پڑھا اور سمجھایا کہ اس سے مراد یہی مسجد ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے بنائی ہے اور پھر حسب ذیل روایت آپ نے بیان فرمائی کہ ایک دفعہ اُمّ المومنین بیمار ہو گئیں اور قریباً 40 روز تک بیمار رہیں۔ ایک دن حضرت صاحب نے فرمایا کہ اس مسجد کے متعلق الہام ہے۔ (آپ نے تو اس کے مختصر الفاظ بیان کئے ہیں اصل الہام اس طرح ہے کہ) مُبَارِکٌ وَ مُبَارَکٌ وَ کُلُّ اَمْرٍ مُّبَارَکٍ یُّجْعَلُ فِیْہِ۔ کہ آپ نے فرمایا کہ کیونکہ یہ اس مسجد کے بارے میں الہام ہے تو چلو اس میں چل کر دوائی دیتے ہیں۔ (حضرت اماں جان کو وہاں مسجد میں جا کر دوائی دیتے ہیں) تو آپ نے وہاں آ کر دوا پلائی اور دو گھنٹے کے اندر اُمّ المومنین اچھی ہو گئیں۔" (ماخوذ از روزنامہ الفضل 14 فروری 1921ء جلد 8 نمبر 61 صفحہ 6)

ڈاکٹروں کو ایک نصیحت کہ انہیں دین کی خدمت کرنے کا حق ادا کرنا چاہئے اور اس کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ اس بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ "بیماروں پر حق اور صداقت کا اثر بہت جلدی ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک طبیب نے پوچھا، (ڈاکٹر نے پوچھا کہ) میں دین کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ آپ بیماروں کو تبلیغ کیا کریں۔ یہ بہت اچھا موقع ہوتا ہے کیونکہ بیمار کا دل نرم ہوتا ہے۔" (اہم اور ضروری امور، انوار العلوم جلد 13 صفحہ 338)

پس یہ سوچ اس زمانے کے ڈاکٹروں کو بھی رکھنی چاہئے اور یہی سوچ اور عمل پھر دنیا کمانے کے ساتھ دین کی خدمت کا موقع دے کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا بھی بنائے گا۔

پردے کا مسئلہ آجکل یہاں مغربی ممالک میں عورت کے حقوق کے نام پر یا دہشت گردی کو ختم کرنے کے نام پر یا بلاوجہ اسلام پر اعتراض کرنے کی وجہ سے بڑے زور و شور سے اٹھایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا ہے کہ کس طرح کا پردہ کرنا چاہئے۔ کن حالات میں کرنا چاہئے۔ اس میں عورت کی زینت کے ظاہر ہونے کے بارے میں بھی یہ فرمایا ہے کہ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا (النور: 32)۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے اور اس حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو ارشاد ہے وہ پیش کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ "اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا کے یہ معنی ہیں کہ وہ حصہ جو آپ ہی آپ ظاہر ہو اور جسے کسی مجبوری کی وجہ سے چھپایا نہ جا سکے خواہ یہ مجبوری بناوٹ کے لحاظ سے ہو۔ (یعنی بناوٹ یہ نہیں کہ ظاہری بناوٹ بلکہ جسم کی بناوٹ) جیسے قد ہے کہ یہ بھی ایک زینت ہے مگر اس کو چھپانا ناممکن ہے۔ اس لئے اس کو ظاہر کرنے سے شریعت نہیں روکتی۔ یا بیماری کے لحاظ سے ہو کہ کوئی حصہ جسم علاج کے لئے ڈاکٹر کو دکھانا پڑے (تو قرآن کریم کے مطابق وہ بھی ظاہر کیا جا سکتا ہے) بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو یہاں تک فرمایا کرتے تھے کہ ہو سکتا ہے ڈاکٹر کسی عورت کے متعلق تجویز کرے کہ وہ منہ نہ ڈھانپے۔ (اپنے چہرے کو کور (cover) نہ کرے۔) اگر ڈھانپے گی تو اس کی صحت خراب ہو جائے گی اور ادھر اُدھر چلنے پھرنے کے لئے کہے۔ (یعنی اگر ڈاکٹر عورت کو کہے کہ منہ نہ ڈھانپے اور پھر باہر جا کے پھرے، نہیں تو تمہاری صحت خراب ہو جائے گی) تو ایسی صورت میں اگر وہ عورت منہ ننگا کر کے چلتی ہے تو بھی جائز ہے۔ بلکہ بعض فقہاء کے نزدیک اگر عورت حاملہ ہو اور کوئی اچھی دایہ میسر نہ ہو اور ڈاکٹر یہ کہے کہ اگر یہ کسی قابل ڈاکٹر سے اپنا بچہ نہیں جنوائے گی تو اس کی جان خطرے میں ہے تو ایسی صورت میں اگر وہ کسی مرد سے بچہ جنوائے تو یہ بھی جائز ہوگا۔ بلکہ اگر کوئی عورت مرد ڈاکٹر سے بچہ نہ جنوائے اور مر جائے تو خدا تعالیٰ کے حضور وہ ایسی ہی گنہگار سمجھی جائے گی جیسے اس نے خودکشی کی ہے۔ پھر یہ مجبوری کام کے لحاظ سے بھی ہو سکتی ہے جیسے زمیندار گھرانوں کی عورتوں کی میں نے مثال دی ہے۔ (پہلے مصلح موعود مثال دے چکے ہیں) کہ ان کے گزارے ہی نہیں ہو سکتے (اگر وہ کام نہ کریں)۔ جب تک کہ وہ کاروبار میں اپنے مردوں کی امداد نہ کریں۔ یہ تمام چیزیں اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا میں ہی شامل ہیں۔" (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 299)

پس اسلام نے آزادی بھی قائم کی ہے اور حدود بھی قائم کی ہیں۔ کھلی چھٹی نہیں دے دی۔ بعض مجبوریوں کی وجہ سے اجازت ہے کہ پردے کو کم کیا جا سکتا ہے۔ کم معیار کا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی بلاوجہ ناجائز طور پر اسلامی حکموں کو چھوڑنا اس سے بھی منع فرمایا ہے۔ اسلام نے آزادی کے نام پر بے حیائی نہیں رکھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تَفَقُّہ فی الدین کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ "اسلامی مسائل کی بنیاد تَفَقُّہ پر ہے۔ ان کے اندر باریک حکمتیں ہوتی ہیں اور جب تک ان کو نہ سمجھا جائے انسان دھوکا کھا کر بعض دفعہ گمراہی کی طرف نکل جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ کسی مجلس میں بیان فرمایا کہ انسان اگر تقویٰ سے کام لے تو چاہے سو شادیاں کر لے۔ یہ بات سلسلے کے اخباروں میں سے ایک میں شائع ہوئی جس پر یہ چرچا شروع ہو گیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذہب یہی ہے کہ چار کی حد نہیں۔ (مرد تو بڑے خوش ہوئے ہوں گے کہ چار کی حد نہیں) شادیاں کوئی جتنی چاہے کر لے۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے اس بحث اور جھگڑے کو جو باہر ہوتا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پہنچایا اور پوچھا کہ اس سے آپ کا کیا مطلب تھا۔ آپ نے فرمایا میرا مطلب یہ تھا کہ اگر ایک بیوی مر جائے یا کسی وجہ سے طلاق دی جائے تو انسان اس کی بجائے اور شادی کر سکتا ہے۔ اسی طرح خواہ سو شادیاں کر لے۔ اس سے آپ نے اس خیال کی تردید فرمائی جو بعض مذاہب نے پیش کیا ہے۔ (یہ بات جو چل رہی ہے کسی اور حوالے سے چل رہی ہے۔ بعض دفعہ لوگ کہتے ہیں کہ جی فیصلہ ہو گیا۔ سیاق و سباق دیکھے بغیر بات کر دیتے ہیں۔ آپ نے جو اس بات کا اظہار فرمایا تھا تو اس کی وجہ یہ بنی۔) اس خیال کی آپ نے تردید فرمائی جو بعض مذاہب نے پیش کیا ہے کہ عمر بھر انسان کو دوسری شادی نہیں کرنی چاہئے (چاہے بیوی مر جائے یا طلاق ہو جائے۔ جب ایک شادی ہو گئی تو ختم ہو گیا اور خاص طور پر جب بیوی مر جائے تو آپ نے اس خیال کی تردید فرمائی تھی۔ اس حوالے سے بات ہو رہی تھی۔) حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اب اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول تشریح کے بغیر

رہ جاتا تو کچھ عرصے کے بعد یہی سمجھا جاتا کہ آپ کا مذہب یہی تھا کہ جتنی شادیاں چاہو کر سکتے ہو، صرف تقویٰ کی شرط ہے۔ (آجکل تو مرد دوسری تیسری شادیاں بھی کرتے ہیں تو اس تقویٰ کی شرط کو بھی سامنے نہیں رکھتے۔ تقویٰ کی شرط ضروری ہے۔) اسی بارے میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں مجھے یاد آیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا اعتقاد ایک عرصے تک یہی تھا کہ چار سے زیادہ شادیاں جائز ہیں۔ ان دنوں چونکہ چھوٹی جماعت تھی اور دوست اکثر باہم ملتے تھے۔ (قادیان میں تھوڑے سے لوگ تھے۔) ایسے مسائل پر بڑی لمبی بحثیں ہوتی رہتی تھیں۔ انہی دنوں ایک زمانے میں یہ مسئلہ بھی زیر بحث آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے فرمایا چار بیویوں کی حد بندی شریعت سے ثابت نہیں اور ابوداؤد کی ایک روایت بھی پیش کی جس میں لکھا تھا کہ حضرت امام حسن کے اٹھارہ یا انیس نکاح ہوئے۔ اسی مجلس میں کسی نے یہ بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ اس پر حضرت خلیفۃ اول نے یہ خیال کیا کہ ممکن ہے آپ کے پاس یہ معاملہ پوری طرح پیش نہ کیا گیا ہو۔ اس لئے کسی سے یہ کہا کہ یہ کتاب لے جاؤ۔ (یہ جو حضرت امام حسن کے بارے میں ابوداؤد کی روایت ہے) اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ حوالہ دکھا کے آؤ۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ کتاب لانے والا کتاب لے کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جا رہا تھا مجھے بھی راستہ میں ملا۔ بغل میں کتاب دبائی ہوئی تھی نہایت شوق سے جا رہا تھا۔ تو میں نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ اس نے بتایا کہ حضرت مولوی صاحب نے یہ حوالہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھانے کے لئے بھیجا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ اس کا شوق جوش دیکھ کے اور ویسے بھی یہ مسئلہ ایسا تھا کہ میں بھی جواب کے شوق میں اس کی واپسی کا منتظر رہا۔ (وہیں کھڑا ہو گیا جہاں میں نے پوچھا تھا۔) تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس آیا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں مَیں نے دیکھا کہ جاتے وقت تو وہ بہت خوش خوش گیا تھا مگر واپس آتے وقت سر جھکائے ہوئے آ رہا تھا۔ تو مَیں نے پوچھا کیا بات ہے۔ اس نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مولوی صاحب سے جا کر پوچھو کہ یہ کہاں لکھا ہے کہ یہ ساری بیویاں ایک ہی وقت میں تھیں۔" (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 13 صفحہ 36-35)۔ پھر یہ مسئلہ بھی ختم ہو گیا ہے کہ چار سے زیادہ شادیاں بہر حال نہیں ہو سکتیں۔ اور اس میں بھی شرائط ہیں اور تقویٰ سب سے بڑی شرط ہے۔

امام کی آواز پر لبیک کہنا، اس کے بارے میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔ "امام کی آواز کے مقابلے میں افراد کی آواز کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ تمہارا فرض ہے کہ جب بھی تمہارے کانوں میں خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز آئے تم فوراً اس پر لبیک کہو اور اس کی تعمیل کے لئے دوڑ پڑو کہ اسی میں تمہاری ترقی کا راز مضمر ہے بلکہ اگر انسان اس وقت نماز پڑھ رہا ہو تب بھی اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ نماز توڑ کر خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز کا جواب دے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے اس قسم کی مثالیں بھی پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ ایسا ہی کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آواز دینے پر فوراً نماز توڑ دی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور غالباً میر مہدی حسین صاحبؓ اور میاں عبداللہ صاحب سنوریؓ نے بھی ایسا ہی کیا۔ (یہ دو آدمی تھے انہوں نے بھی مختلف وقتوں میں ایسا کیا۔ بعض لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت پڑھی کہ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (النور:64) کہ تمہارے درمیان رسول کا تمہیں بلانا اس طرح نہ بناؤ جیسے تم ایک دوسرے کو (اونچی آوازوں میں) بلاتے ہو (یا سمجھتے ہو کہ بلایا، آواز دی تو جواب دے دیا یا نہ دیا۔) اللہ تعالیٰ یقیناً ان لوگوں کو جانتا ہے جو تم میں سے نظر بچا کر چپکے سے نکل جاتے ہیں۔ پس وہ لوگ جو اس کے حکم کی مخالفت کرنے والے ہیں وہ اس بات سے ڈریں کہ انہیں کوئی ابتلا آ جائے یا دردناک عذاب آ پہنچے۔

تو اسی طرح ایک دوسری جگہ آیا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (الانفال:25) کہ اے مومنو! تم اللہ اور اس کے رسول کی بات سننے کے لئے فوراً حاضر ہو جایا کرو جبکہ وہ تمہیں زندہ کرنے کے لئے پکارے۔

بہر حال نبی کی آواز پر فوراً لبیک کہنا ایک ضروری امر ہے بلکہ ایمان کی علامتوں میں سے ایک بڑی بھاری علامت ہے۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 409-408)

اس لئے جب یہ ان بزرگوں نے کیا تو بالکل جائز تھا۔ نماز اصل مقصود نہیں ہے یا کوئی اور نیکی نبی کی موجودگی میں اصل مقصود نہیں ہے بلکہ ہمیشہ ہی اصل مقصود اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ہے اور اس کی بات ماننا ہے جس کی مثال اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ سے ہمیں ملتی ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے بھی ملتی ہے۔

ایک اہم بات جس کی طرف حضرت مصلح موعود نے توجہ دلائی تھی اور ہمیشہ سے اہم ہے، اب بھی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مومن درحقیقت زیادہ ترغیب کا منتظر نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے صرف اشارہ ہی کافی ہوتا ہے اور اس اشارے کو سمجھ کر وہ ایسے جوش سے کام کرتا ہے کہ بعض لوگوں کو دیوانگی کا شبہ ہونے لگتا ہے۔ اسی لئے جتنے کامل مومن دنیا میں ہوئے انہیں لوگوں نے پاگل کہا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مغفرت کرے میرے استاد ہوا کرتے تھے مولوی یار محمد صاحب ان کا نام تھا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ ان کے دماغ میں کچھ ایسا نقص تھا یا ان کا نقص اس رنگ کا تھا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنا محبوب اور اپنے آپ کو عاشق سمجھتے تھے۔ اسی عشق کی وجہ سے وہ خیال کرنے لگے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے پسرِ موعود اور مصلح موعود بنا دیا ہے۔ (اس محبت کی وجہ سے جو اُن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تھی ان کا خیال تھا کہ وہی پسر موعود اور مصلح موعود ہیں۔) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت تھی کہ بات کرتے کرتے بعض دفعہ جوش میں اپنی رانوں کی طرف یوں ہاتھ لاتے جیسے کسی کو بلا رہے ہوں یا جس طرح بلایا جاتا ہے تو ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی رنگ میں جوش سے کچھ کلمات فرما رہے تھے کہ مولوی یار محمد صاحب کود کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جا بیٹھے۔ بعد میں کسی نے پوچھا کہ آپ نے یہ کیا کیا ہے۔ تو وہ کہنے لگے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں اشارہ کیا تھا اور یہ اشارہ میری طرف تھا کہ تم آگے آ جاؤ۔ چنانچہ مَیں کود کے آگے آ گیا۔ تو یہ دیوانگی تھی۔ مگر بعض رنگ کی دیوانگی بھی اچھی ہوتی ہے۔ آخر ان کی یہ دیوانگی بغض کی طرف نہیں گئی بلکہ محبت کی طرف گئی۔ پس محبت کا دیوانہ غیر اشارے کو بھی اپنے لئے اشارہ سمجھتا ہے۔ (جو اشارہ اس کو نہ بھی کیا جائے اس کو بھی اپنے لئے سمجھتا ہے۔) تو آپ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو قوم خدا تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرنے والی ہو وہ صحیح اشارے کو کیوں نہیں سمجھتی کہ اس کے لئے کیا گیا ہے۔ کیا ہماری جماعت کے دیوانوں کی وہ محبت جو وہ سلسلے سے رکھتے ہیں مولوی یار محمد جتنی بھی نہیں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رانوں پر آہستگی سے ہاتھ مارا اور انہوں نے سمجھا کہ مجھے بلا رہے ہیں۔" اور یہاں اللہ تعالیٰ بڑے واضح طور پر احکامات دیتا ہے اور آپ کا مسیح احکامات دیتا ہے اور اس پر توجہ نہیں دیتے۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 734-733)۔ پس ہمیں اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ جائزہ لیں کہ کس حد تک اللہ تعالیٰ کے حکموں اور اس کے اشاروں کو ہم سمجھتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں اور ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے حکموں پر چلتے ہوئے کریں۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے لوگوں کو خوش کرنے کے لئے کام نہیں کرنا چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مولوی غلام علی صاحب ایک کٹر وہابی ہوا کرتے تھے۔ وہابیوں کا یہ فتویٰ تھا کہ ہندوستان میں جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے لیکن حنفیوں کے نزدیک ہندوستان میں جمعہ کی نماز جائز نہیں تھی۔ (اس زمانے میں عجیب عجیب ان کے مسئلے تھے) کیونکہ وہ کہتے تھے کہ جمعہ پڑھنا تب جائز ہو سکتا ہے جب مسلمان سلطان ہو۔ (بادشاہ مسلمان ہو تب ٹھیک ہے۔) جمعہ پڑھانے والا مسلمان قاضی ہو اور جہاں جمعہ پڑھا جائے وہ شہر ہو۔ ہندوستان میں انگریزی حکومت کی وجہ سے چونکہ نہ مسلمان سلطان رہا تھا نہ قاضی۔ اس لئے وہ جمعہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ (یہ مسئلہ پیدا ہو گیا تھا۔) ادھر چونکہ قرآن کریم میں وہ لکھا ہوا پاتے تھے کہ جب تمہیں جمعہ کے لئے بلایا جائے تو فوراً تمام کام چھوڑتے ہوئے جمعہ کی نماز کے لئے چل پڑو اس لئے ان کے دلوں کو اطمینان نہ تھا۔ ایک طرف ان کا جی چاہتا تھا کہ وہ جمعہ پڑھیں اور دوسری طرف وہ ڈرتے تھے کہ کہیں کوئی حنفی مولوی ہمارے خلاف فتویٰ نہ دے دے۔ اس مشکل کی وجہ سے ان کا دستور تھا کہ جمعہ کے روز گاؤں میں پہلے جمعہ پڑھتے تھے اور پھر ظہر کی نماز ادا کر لیتے تھے اور وہ خیال کرتے تھے کہ اگر جمعہ والا مسئلہ درست ہے تب بھی ہم بچ گئے اور اگر ظہر پڑھنے والا مسئلہ صحیح ہے تب بھی ہم بچ گئے۔ اس لئے وہ ظہر کا نام ظہر کی بجائے احتیاطی رکھا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ خدا نے اگر ہمارے جمعہ کی نماز کو الگ پھینک دیا تو ہم ظہر کو اٹھا کر اس کے سامنے رکھ دیں گے اور اگر اس نے ظہر کو ردّ کر دیا تو ہم جمعہ اس کے سامنے پیش کر دیں

گے اور اگر کوئی ''احتیاطی'' نہ پڑھتا تھا تو سمجھا جاتا تھا کہ وہ وہابی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ ہم مولوی غلام علی صاحب کے ساتھ گورداسپور گئے۔ راستے میں جمعہ کا وقت آ گیا۔ ہم نماز پڑھنے کے لئے ایک مسجد میں چلے گئے۔ آپ کا عام طریق وہابیوں سے ملتا جلتا تھا کیونکہ وہابی حدیثوں کے مطابق عمل کرنا اپنے لئے ضروری جانتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا ہی انسان کی نجات کے لئے ضروری ہے۔ غرض آپ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) بھی مولوی غلام علی صاحب کے ساتھ گئے اور جمعہ کی نماز پڑھی۔ جب مولوی غلام علی صاحب جمعہ کی نماز سے فارغ ہو گئے تو انہوں نے چار رکعت ظہر کی نماز پڑھ لی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ میں نے ان سے کہا کہ مولوی صاحب یہ جمعہ کی نماز کے بعد چار رکعتیں کیسی ہیں۔ وہ کہنے لگے یہ احتیاطی ہیں۔ تو میں نے کہا مولوی صاحب آپ تو وہابی ہیں اور عقیدۃً اس کے مخالف ہیں۔ پھر احتیاطی کے کیا معنی ہوئے۔ تو کہنے لگے یہ احتیاطی ان معنوں میں نہیں کہ خدا کے سامنے ہمارا جمعہ قبول ہوتا ہے یا ظہر۔ بلکہ یہ ان معنوں میں ہے کہ لوگ مخالفت نہ کریں۔ لوگوں کا ڈر ہے۔ تو کئی لوگ اس طرح بھی کام کر لیتے ہیں جیسے مولوی غلام علی صاحب نے کیا کہ وہ اپنے دل میں تو اس بات سے خوش رہے کہ انہوں نے جمعہ پڑھا ہے اور ادھر لوگوں کو خوش کرنے کے لئے چار رکعت ظہر کی نماز بھی پڑھ لی۔'' (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 383-382)

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک دفعہ ایک مجلس میں کسی نے عرض کیا کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگ داڑھیاں منڈواتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اصل چیز تو محبت الٰہی ہے۔ جب ان لوگوں کے دلوں میں محبت الٰہی پیدا ہو جائے گی تب خودبخود یہ لوگ ہماری نقل کرنے لگ جائیں گے۔'' (ماخوذ از ہمارے ذمہ تمام دنیا کی فتح کرنے کا کام ہے، انوار العلوم جلد 18 صفحہ 465)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم حقیقی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں کو سمجھنے والے ہوں اور حقیقی محبت الٰہی ہم میں پیدا ہو جائے اور ہمارا ہر عمل اور فعل خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ہو۔

نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ یہ مکرم عبدالنور جابی صاحب سیریا کا ہے 1989ء کی ان کی پیدائش ہے۔ غالباً ان کو وہاں کی حکومت نے گرفتار کر لیا۔ صحیح طرح پورے کوائف بھی نہیں لکھے۔ بہرحال جو کوائف موجود ہیں اس کے مطابق چند ماہ قبل انہوں نے بزنس مینجمنٹ کی یونیورسٹی سے ڈگری حاصل کی تھی۔ 31/دسمبر 2013ء کو ہاں حکومتی کارندوں نے ہی آپ کو گرفتار کیا تھا اور گرفتاری کی وجہ یہ تھی کہ کسی نے ان کا موبائل فون عاریتاً لے کر وہاں کے باغیوں کو فون کیا تھا۔ یہ سیریا میں حالات خراب ہونے کے ابتدائی ایام کی بات ہے۔ جب کسی کو ضرورت کے وقت عاریتاً فون دینا اس وقت کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہوتی تھی تو بہرحال باغیوں میں سے کسی نے ان کا فون لے کر اپنے ساتھیوں سے مالی لین دین کی بات کی اور اس بارے میں فون کو تو حکومت کی ایجنسیاں انٹرسیپٹ (intercept) بھی کرتی ہیں، چیک کرتی ہیں۔ انہوں نے پکڑ لیا، تحقیق کے دوران یہ ثابت ہوا کہ آپ کے فون سے کال ہوئی تھی اور آپ کا باغیوں کے ساتھ رابطہ ہے۔ اس وجہ سے آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور پھر شہید بھی کر دیا گیا۔ طبی رپورٹ کے مطابق مرحوم گرفتاری کے تیسرے روز ہی سر پر شدید چوٹ آنے کی وجہ سے فوت ہو گئے تھے کیونکہ یہ حکومتی پولیس والے بھی بڑا ٹارچر دیتے ہیں۔ جو باغیوں کا حال ہے وہی حکومت کے کارندوں کا بھی حال ہے۔ تاہم ان کی وفات کی خبر ان کے گھر والوں کو 22/فروری 2016ء کو ملی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

یہ سلیم الجابی صاحب کے پوتے تھے جو بہت پرانے احمدی ہیں۔ سلیم جابی صاحب حضرت مصلح موعود کے زمانے میں ربوہ بھی گئے تھے۔ اردو زبان بھی ان کو اچھی آتی ہے۔ یہ اپنے ماحول اور جاننے والوں میں بہت خوش اخلاق اور شریف الطبع اور نرم خو اور ملنسار مشہور تھے۔ طبیعت میں سختی بالکل نہیں تھی۔ صحتمند اور مضبوط جسم کے مالک تھے۔ آپ کی بہن مکرمہ ھبۃ الرحمٰن جابی بیان کرتی ہیں کہ میرے بھائی کی پیدائش سے پہلے والدہ محترمہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ ان کا بیٹا ہوا ہے اور انہیں کہا گیا ہے کہ آپ نے نور کو جنم دیا ہے۔ بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبدالنور نام ان کو عطا ہوا۔ کہتی ہیں کہ میرا بھائی بہت فرمانبردار اور لائق تھا اور سب اس کی لیاقت اور ذہانت کی تعریف کیا کرتے تھے۔ میری اس سے جو آخری بات فون پر ہوئی تو مختلف لہجہ میں کہا کہ اگر میں سچا احمدی ہوں تو مجھے دوسروں سے درگذر کرنا سیکھنا چاہئے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے لواحقین، والدہ، بہن بھائی، دادا بھی ہیں ان سب کو صبر عطا فرمائے۔

سیریا کے حالات کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے۔ وہاں حکومت کے ظلم کی وجہ سے ہی باغی گروپ کھڑا ہوا اور اب دونوں اپنے ظلموں میں بڑھے ہوئے ہیں۔ اور تیسرا گروپ داعش کا ہے جو اسلام کے نام پر ایک اور ظلم و بربریت کی مثالیں قائم کر رہا ہے۔ اور وہاں رہنے والے جتنے شریف الطبع لوگ ہیں۔ وہ شرفاء اور وہ احمدی بھی جو کسی بھی گروپ کے ساتھ شامل نہیں اس میں پس رہے ہیں اور نہ وہ حکومت سے محفوظ ہیں۔ حکومت بھی اتنی ہی ظالم ہے حکومت کا باغی گروپ بھی اتنا ہی ظالم ہے اور اسلام کے نام پر حکومت کا دعویٰ کرنے والے بھی اتنے ہی ظالم ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے اور اس ملک پر بھی رحم کرے اور ظالموں سے اس ملک کو جلد چھٹکارا دلوائے۔

جماعت احمدیہ پاپوانیوگنی (Papua New Guinea) کے 5ویں جلسہ سالانہ کا انعقاد

(رپورٹ: عبادہ عبداللطیف)

ملک میں احمدیت کا آغاز اور ترقی

پاپوانیوگنّی میں جماعت احمدیہ کا قیام مکرم اکرم احمدی صاحب آف انگلستان کے ذریعہ 1988ء میں عمل میں آیا تھا جب وہ اپنے پیشہ انجینئرنگ سے متعلق امور کے سلسلہ میں Kimbe آئے تھے۔ یہاں تشریف لانے والے پہلے باقاعدہ مبلغ سلسلہ مکرم عطاء الرزاق صاحب انڈونیشین تھے جو 1989ء میں یہاں پہنچے تھے اور 1999ء تک یہاں خدمات بجالاتے رہے۔ اُن کی تبلیغ کے نتیجہ میں احمدیت مرکزی جزیرہ پر پھیلی اور Uma-Mendi, Goroka, Kundiawa, Mt. Hagen کے علاوہ کئی دیگر قصبات میں بھی جماعتیں قائم ہوئیں۔

پاپوانیوگنّی آنے والے دوسرے مبلغ سلسلہ محترم مولانا خیرالدین باروس صاحب (مرحوم) تھے جو 1994ء میں یہاں تشریف لائے اور جون 2011ء تک خدمت بجالاتے رہے۔ اُن کی کوششوں سے Laloki دریا کے اردگرد کے علاقوں میں اور دارالحکومت کے نواح میں احمدیت پھیلنے لگی۔ تیسرے مبلغ سلسلہ مکرم مولانا سلامت عبدالرحمٰن صاحب تھے جو 2004ء میں پاپوانیوگنّی تشریف لائے اور تاحال خدمات بجالا رہے ہیں۔ 1995ء میں ایک مقامی احمدی مکرم جعفر احمدی صاحب نے انڈونیشیا کے جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کا آغاز کیا۔ 1999ء میں تکمیل تعلیم کے بعد وہ واپس آئے اور اس وقت Mendi کے علاقہ میں متعیّن ہیں۔ اس وقت ملک بھر میں احمدیوں کی تعداد قریباً تین ہزار ہے۔

جماعت احمدیہ پاپوانیوگنّی کے موجودہ صدر مکرم محمد Rali Pueme صاحب ہیں۔ اس وقت کئی معاشرتی اور قومی معاملات میں جماعت احمدیہ اپنا تعاون پیش کر رہی ہے خصوصاً چاول اور مچھلی کی فارمنگ، ہومیوپیتھی طریقۂ علاج کی ترویج اور مختلف قبائل کے جھگڑوں کو ختم کروا کے امن بحال کرنے کے سلسلہ میں قابل قدر خدمات کی توفیق مل رہی ہے۔

جلسہ سالانہ کا انعقاد

جماعت احمدیہ پاپوانیوگنّی کا پانچواں سالانہ جلسہ 18-19 اور 20 دسمبر 2015ء کو Kimbe میں نہایت کامیابی سے منعقد ہوا۔

جلسہ کے پروگرام کے لئے مردوں اور عورتوں کی ایک ایک مارکی کے علاوہ رہائش کے لئے بھی ایک مارکی لگائی گئی تھی۔ تینوں دن پروگرام کا آغاز نماز تہجد باجماعت سے کیا گیا۔ نماز فجر کے بعد روزانہ قرآن کریم کا درس دیا جاتا رہا۔ مردوں کے جلسہ میں پانچ سیشنز منعقد ہوئے جبکہ خواتین کا بھی علیحدہ ایک سیشن منعقد ہوا۔

جلسہ کے تینوں دن غیر از جماعت مسلمان دوستوں کے لئے مجلس سوال و جواب منعقد کی جاتی رہی جس سے احمدی احباب نے بھی بہت استفادہ کیا اور اس پروگرام کو بہت پسند بھی کیا۔

ہر سیشن میں غیر از جماعت وفود (جن کا تعلق عیسائیت اور بہائیت سے تھا) کی طرف سے خیالات کا اظہار بھی کیا جاتا رہا۔ جس کے بعد بھی سوال و جواب کا موقع دیا جاتا۔ اختتامی اجلاس کے لئے سرکاری حکّام اور غیر سرکاری اداروں کے ممتاز افراد بھی مدعو کئے گئے تھے۔

امسال جلسہ سالانہ کا Theme تھا: اسلام کیا ہے؟ اس موقع پر کی جانے والی تقاریر کی تفصیل یوں ہے:

''پاپوانیوگنّی میں احمدیت'' کے موضوع پر صدر جماعت پاپوانیوگنّی مکرم محمد Rali Pueme صاحب۔ ''اسلامی تعلیمات'' کے موضوع پر مکرم مولانا سلامت عبدالرحمٰن صاحب مبلغ انچارج پاپوائے نیوگنّی۔ ''ہستی باری تعالیٰ'' کے موضوع پر مکرم ڈاکٹر محمد اسلم ناصر صاحب۔ ''برکات خلافت'' کے موضوع پر مکرم ابوبکر صاحب۔ ''مسیح کی آمد ثانی اور آخری دَور کی علامات'' کے موضوع پر مکرم مولانا جعفر احمدی صاحب مبلغ سلسلہ۔ ''بانی اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم'' کے بارہ میں مکرم رزاق فضل الٰہی صاحب۔ ''اسلام کی تعلیم کے مطابق تخلیق کا عمل'' کے موضوع پر مکرم رشید احمدی صاحب۔ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیب سے نجات'' کے موضوع پر مکرم مولانا جعفر احمدی صاحب اور ''اسلام اور اس کا پیغامِ امن'' کے موضوع پر مکرم ڈاکٹر محمد اسلم ناصر صاحب نے تقاریر کیں۔

18 دسمبر کو منعقد ہونے والے پہلے سیشن میں صوبہ مغربی New Britain کے گورنر Hon. Sasundran Muthuvel تشریف لائے اور افتتاحی تقریر کی۔ بعد ازاں اُن کی خدمت میں اسلامی کتب کا تحفہ پیش کیا گیا۔

جلسہ کے اختتامی اجلاس کے دوران جن دیگر اہم شخصیات نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اُن میں Kimbe کے قائمقام میئر Mr. Sivi Bongo، ایک معروف وکیل Mr. Patrick Mokae، ممبر آف پارلیمنٹ کے نمائندہ Harold Upidio، کامرس اور انڈسٹری کے صوبائی مشیر Mr. Fred Waluka اور سابق صوبائی وزیر اعلیٰ Mr. Robert Laurence شامل ہیں۔ موصوف نے اپنے علاقہ میں احمدیت کے آغاز کے لئے غیر معمولی خدمت کی توفیق پائی تھی۔ جلسہ میں خواتین کی نمائندگی میں اور قومی شعبہ Law and Order سے تعلق رکھنے والی Jeneffer Aigilo بھی شامل تھیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جلسہ ہر پہلو سے نہایت کامیاب رہا۔ قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس علاقہ میں بھی اسلام احمدیت کے فروغ کے سامان پیدا فرمائے اور ہماری کوششوں میں برکت عطا فرمادے۔ آمین

سرینام میں اسلام احمدیت

مختصر تاریخ، مبلغین سلسلہ کی مساعی، ملکی اخبارات میں جماعتی خبریں۔

لئیق احمد مشتاق مبلغ سلسلہ، سرینام۔ جنوبی امریکہ

سرینام کا مطلب ہے پھولوں کی سرزمین۔ جنوبی امریکہ کے مشرقی ساحل پر یہ ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ جس کے شمال میں بحر اوقیانوس (Atlantic Ocean)، مغرب میں گیانا، مشرق میں فرنچ گیانا اور جنوب میں برازیل واقع ہے۔ آغاز میں یہ ایک ہی ملک تھا جو جنوبی امریکہ کے باقی ممالک کی طرح سپینش سیاحوں نے 1496ء میں دریافت کیا۔ مگر یورپین اقوام کی باہمی کشمکش کے نتیجہ میں یہ علاقہ تین حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ انگریزوں کا علاقہ برٹش گیانا، ہالینڈ کا علاقہ ڈچ گیانا اور فرانس کا علاقہ فرنچ گیانا کہلایا۔

سرینام جو 1650ء میں برطانیہ کی نوآبادی بنا، ابتدا میں برٹش گیانا کہلایا۔ پھر 1667ء میں انگریزوں نے ایک معاہدے کے تحت اسے ہالینڈ کی کالونی ڈچ گیانا سے تبدیل کر لیا۔ بعدازاں یہ علاقہ ڈچ گیانا اور ہمسایہ ملک برٹش گیانا کہلایا۔ اول الذکر آزادی کے بعد سرینام اور مؤخر الذکر گیانا کے نام سے معروف ہوا۔

سرینام میں مسلمانوں کی آمد

سترہویں صدی کے آغاز میں غانا اور اس کے قریب کے افریقی ملکوں سے سینکڑوں کی تعداد میں غلام (ڈچ گیانا) موجودہ سرینام میں لائے گئے۔ ان میں متعدد مسلمان بھی تھے مگر جبر کے ذریعہ انہیں عبادت سے روکا گیا اور حرام چیزوں کے استعمال پر مجبور کیا گیا۔ جون 1873ء میں انڈیا سے ''لالہ رخ'' نامی جو پہلا بحری جہاز سرینام پہنچا اس میں قریباً اسّی مسلمان تھے جن میں سے اکثریت کی عمر بیس بائیس سال تھی۔ ان مسلمانوں کو مختلف اضلاع میں ملازمت ملی مگر انہوں نے باہمی رابطہ اور اپنا مذہبی تشخص قائم رکھا۔ اور انجمن حمایت اسلام کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ 1900ء میں سرینام میں مساجد کی تعمیر کا آغاز ہوا جو دینی سرگرمیوں کا مرکز بنیں اور مسلمانوں کا باہمی رابطہ مضبوط ہوا۔ جون 2014ء کے اعداد و شمار کے مطابق ملک میں مسلم آبادی کا تناسب 19.6% ہے۔ مسلم آبادی کے تناسب کے اعتبار سے سرینام جنوبی امریکہ کے تمام ممالک میں سرفہرست ہے۔

سرینام میں جماعت احمدیہ کا نفوذ

جماعت احمدیہ کے مبلغین کی آمد سے قبل اہل پیغام یا غیر مبائعین کا مشن اور لٹریچر سرینام میں پہنچ چکا تھا۔ مسلمانوں کی اکثریت کو وفات مسیح اور ایک مجدد کے آنے کا علم ہو چکا تھا۔ لیکن یہ سب ایک اتفاقی رابطے کے نتیجہ میں ہوا، کسی مبلغ کی آمد یا اہل لاہور کی تبلیغی کوشش سے نہیں۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ''سرینامی اسلامی تنظیم'' (SIV) سے اتفاقی رابطہ ہوا اور اس رابطے کی بدولت اہل پیغام کا نام اس ملک میں پہنچا۔ اسی لئے اہلِ پیغام کے سرکردہ افراد کی کتب میں سرینام میں کسی قسم کی تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر موجود نہیں۔ مولوی محمد علی صاحب کی کتاب ''تحریک احمدیت'' حصہ اول، ایڈیشن دسمبر 1931ء کے صفحہ 226 پر ٹرینیڈاڈ میں مشن کے قیام اور ایک مقامی نوجوان کے سفر لاہور اور مشنری کورس مکمل کرنے کا ذکر موجود ہے۔ انہی صفحات میں ہالینڈ میں مشن کے قیام اور ڈچ زبان میں لٹریچر کی اشاعت کا ذکر بھی موجود ہے۔ اسی طرح کتاب ''مجدد اعظم'' جلد سوم مصنفہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ایڈیشن اوّل، مارچ 1944ء کے آخر پر ''جماعت احمدیہ لاہور کے کام'' کے عنوان سے مختلف ممالک میں تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر ہے اور صفحہ 336 پر ٹرینیڈاڈ سے حصول تعلیم کے لئے لاہور آنے والے نوجوان امیر علی کا نام بھی درج ہے۔ مگر سرینام کا ذکر ہر دو کتب میں موجود نہیں۔

اس رابطے کی تفصیل یوں ہے کہ 1927ء میں چند سرکردہ مسلمانوں نے اپنی ایک انجمن بنانے کی تجویز پیش کی۔ ان افراد میں مولوی شیخ احمد علی، مولوی عبدالحفیظ خان، اصغر کرامت، سردار کرامت علی وغیرہ شامل تھے۔ جبتک کسی باقاعدہ تنظیم کا قیام نہیں ہوا تھا مسلمان سردار کرامت علی کو ہی اپنا لیڈر مانتے تھے۔

دو سال تک یہ تجویز زیر بحث رہی اور 17 نومبر 1929ء بروز اتوار ملک کے مختلف اضلاع سے قریباً چھ صد مسلمان تھالیہ تھیٹر (Theater Thalia) میں جمع ہوئے اور باہمی مشورہ سے (Surinaamse Islamitische Vereniging) کی بنیاد رکھی۔ فروری 1930ء میں ڈچ گورنمنٹ نے اس تنظیم کو قبول کیا اور مسلمانوں کو قانوناً اسلام کی اشاعت کی اجازت مل گئی۔

کچھ عرصہ بعد اس تنظیم نے (Keizerstraat 88) پر ایک مسجد تعمیر کی جس کا افتتاح اگست 1932ء میں ہوا۔ دینی تعلیم کے حصول اور تبلیغی کام میں مدد کے لئے اس تنظیم نے ''انجمن حمایت اسلام لاہور'' سے رابطہ کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس ایسا کوئی مبلغ نہیں جو غیر ممالک میں جا کر اشاعت اسلام کا کام کرے، اس لئے آپ کا خط ''احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور'' کو بھجوا دیا گیا ہے۔ چنانچہ احمدیہ انجمن لاہور نے اس تنظیم سے خط و کتابت کی اور کچھ لٹریچر بھجوایا۔ سردار کرامت علی نے مجمع عام میں انجمن حمایت اسلام اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے خطوط پڑھ کر سنائے۔ اور اسی اتفاقی رابطے کے نتیجہ میں اس تنظیم نے اہل پیغام سے الحاق کر لیا۔ (بحوالہ۔(1) مسلمانان سرینام کے تمدّنی و مذہبی حالات اور فروغ احمدیت کی تاریخ، از محمد یٰسین صاحب۔ ہفت روزہ پیغام صلح لاہور جلد 58 شمارہ 29، مطابق 28 جولائی 1971ء صفحہ 2)

(2): ''سرینام کنونشن''، محررہ پروفیسر چوہدری عزیز احمد۔ پیغام صلح جلد 73، شمارہ 3 بمطابق یکم فروری 1990ء صفحہ 9)

(3): معلوماتی کتابچہ برموقعہ انٹرنیشنل کانفرنس نومبر 2012ء از ڈاکٹر رابرٹ بپیت (Dr, Robbert Bipat) پریذیڈنٹ SIV)

سرینام میں باقاعدہ اسلامی تنظیم کے طور پر رجسٹرڈ ہونے کے لحاظ سے (S.I.V.) پہلے نمبر پر ہے، اور جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اس کے بانیوں میں کرامت علی برادران نمایاں ہیں۔ مسٹر اصغر کرامت علی ''جمعیت العلماء'' سرینام کے صدر اور ملک کی پہلی سیاسی جماعت ''دی مسلم پارٹی'' (De Moeslim Partij) کے بانی اور صدر بھی رہے۔ (Wikipedia.org.nl/Asgar_Karamat_Ali) (مسلمانان سرینام کے تمدّنی و مذہبی حالات اور فروغ احمدیت کی تاریخ، از محمد یٰسین صاحب۔ ہفت روزہ پیغام صلح لاہور جلد 58، شمارہ 29، مطابق 28 جولائی 1971ء صفحہ 2)

مسلمانوں کی سب سے بڑی تنظیم ''سنی مسلم ایسوسی ایشن'' (S.M.A.) 1950ء میں مذہبی تنظیم کے طور پر رجسٹرڈ ہوئی۔

1973ء میں (SIV) نے لکڑی کی پرانی مسجد کی جگہ نئی مسجد کی تعمیر شروع کی جس کا افتتاح 27 جولائی 1984ء کو ہوا۔ محل وقوع اور طرز تعمیر کی وجہ سے یہ مسجد سرینام میں خاص شہرت کی حامل ہے اور اہل پیغام سے منسوب ایک بڑی مسجد ہے۔

جماعت احمدیہ کا تعارف

ٹرینیڈاڈ کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسحٰق ساقی صاحب ایک مقامی احمدی حکیم خان کے ساتھ 13 اپریل 1953ء کو پہلی دفعہ سرینام تشریف لائے۔ آپ کو اس دورے کی دعوت (SIV) ''سرینامی اسلامی تنظیم'' کے افراد نے دی تھی، کیونکہ اس وقت تک یہ لوگ نام اور عقائد کے فرق سے واقف نہ تھے۔ آپ نے ان کی جامع مسجد میں جو Keizerstraat 88 پر واقع ہے قیام کیا اور مختلف دینی پروگراموں میں شرکت کی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حقیقی مقام، آپ کی حیثیت اور دعاوی کی وضاحت کی اور آپ کے بعد جاری ہونے والی خلافت اور خلیفہ کی حیثیت کا تعارف

نیچے بیٹھے ہوئے (دائیں سے بائیں دوسرے نمبر پر) مکرم عبدالعزیز جمن بخش صاحب آف ڈچ گیانا۔
کھڑے ہوئے (چوتھی قطار میں) نمبر ایک پر مکرم شیخ رشید احمد اسحٰق صاحب اور نمبر پانچ پر مکرم میر غلام احمد نسیم صاحب

کروایا اور جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہونے والی خدماتِ اسلام سے ان کو آگاہ کیا۔

اس دورے کے دوران آپ کا رابطہ علاقہ سارون (Saron) میں رہنے والے ایک بااثر زمیندار مکرم عبدالغفور جمن بخش صاحب سے بھی ہوا۔ آپ نے انہیں بھی جماعت کا تفصیلی تعارف کروایا اور خدمت دین کے لئے وقف زندگی کا نظام اور واقفین کی تعلیم و تربیت کے طریق پر روشنی ڈالی۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام لانے والے اس مختصر مہمان وفد نے ایک ہفتہ یعنی 20 اپریل 1953ء تک اس ملک میں قیام کیا۔

اس دورے کے خوشکن نتائج تب سامنے آئے جب محترم عبدالغفور جمن بخش صاحب نے اپنے ایک بیٹے عبدالعزیز جمن بخش صاحب کو جو ابھی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ رہے تھے 1954ء کے اوائل میں جامعہ احمدیہ ربوہ پاکستان میں دینی تعلیم کے حصول کے لئے بھیجا، اور انہوں نے مرکز احمدیت ربوہ میں 25 جنوری 1955ء کو بیعت کر کے سرینام کے سب سے پہلے احمدی اور سب سے پہلے واقفِ زندگی ہونے کا تاریخی اعزاز حاصل کیا۔

جب 10 مارچ 1954ء بروز بدھ مسجد مبارک ربوہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عبدالحمید نامی شخص نے بعد از نماز عصر قاتلانہ حملہ کیا، اس وقت آپ مسجد میں موجود تھے اور حملہ آور کو دبوچنے والوں میں شامل تھے۔ جس کی وجہ سے آپ کا دایاں انگوٹھا حملہ آور کے چاقو سے مجروح ہوا۔ اس واقعہ کے حوالے سے بھی آپ کا نام تاریخ احمدیت میں شامل ہو کر امر ہو گیا۔ (تاریخ احمدیت جلد 16 صفحہ نمبر 231۔ ایڈیشن 2007ء مطبوعہ پرنٹ ویل پریس امرتسر انڈیا)

تاریخ احمدیت جلد 7 کے آخر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مبلغین کے ایک گروپ فوٹو میں آپ بھی اپنے امام ہمام کے قدموں میں موجود ہیں۔ اس تصویر میں محترم شیخ رشید احمد اسحٰق صاحب اور محترم غلام احمد نسیم صاحب بھی موجود ہیں، جنہیں بعد ازاں سرینام میں خدمت کی توفیق ملی۔ یہ تصویر جامعۃ المبشرین میں 14 جنوری 1956ء کو منعقدہ ایک تقریب میں لی گئی تھی۔ (تاریخ احمدیت جلد 7۔ ایڈیشن 2007ء مطبوعہ پرنٹ ویل پریس امرتسر انڈیا)

سرینام میں پہلا مبلغ

سرینام میں پہلا مشن مکرم شیخ رشید احمد اسحٰق مبلغ سلسلہ نے 1956ء میں جاری کیا۔ آپ پاکستان سے براستہ لندن ٹرینیڈاڈ پہنچے اور مرکزی مبلغ مکرم محمد اسحٰق ساقی صاحب کے پاس کچھ عرصہ قیام کیا۔ مورخہ 7 اکتوبر 1956ء کو جماعت ٹرینڈاڈ نے مولانا رشید اسحٰق صاحب کی الوداعی پارٹی کا اہتمام کیا۔ اور اسی روز آپ نے محترم عبدالغفور جمن بخش صاحب کو بذریعہ تار مولانا محمد اسحٰق ساقی صاحب اور اپنی آمد کی اطلاع دی۔ مورخہ 8 اکتوبر کو دن اڑھائی بجے جہاز نے ٹرینڈاڈ سے پرواز کی اور تین گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد ساڑھے پانچ بجے پارامار یبو پہنچا۔ اس وقت ہوائی اڈہ شہر سے پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر تھا، جہاں کچھ لوگ آپ کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ فضائی مستقر سے باہر آنے پر دونوں مبلغین کو پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ قریباً آٹھ بجے یہ قافلہ محترم عبدالغفور جمن بخش صاحب کے گھر پہنچا، جہاں مبلغین کے قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس میزبان نے اپنے ایک بیٹے عبدالمجید کو اپنے گھر کی بالائی منزل پر رہنے کی جگہ دی اور اُس کا گھر مشنری کے لئے خالی کروایا۔ کچھ دیر بعد ہی ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا، جس میں دونوں مبلغین نے اپنی آمد کا مقصد بیان کیا اور تبلیغی گفتگو کی۔ رات گئے تک گفتگو اور ملاقات کا سلسلہ جاری رہا۔ (روزنامہ الفضل ربوہ۔ جمعہ 18 جنوری 1957ء)

مقامی اخبار میں پہلی خبر

روزنامہ اخبار (De Nieuwe Tijd) دی نیوٹائیڈ میں مورخہ 12 اکتوبر 1956ء بروز جمعۃ المبارک صفحہ نمبر 1 پر آپ کا اور مولانا محمد اسحٰق ساقی صاحب کا انٹرویو تصویر کے ساتھ شائع ہوا۔ اخبار نے لکھا کہ:

''جماعت احمدیہ کے دو مبلغین ہمارے ملک پہنچے ہیں، ان میں سے ایک مولوی ساقی ٹرینیڈاڈ میں جماعت کے مشنری ہیں اور کربین کے دیگر ممالک کا دورہ بھی کرتے رہتے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک 24 سالہ نوجوان مبلغ مولوی احمد بھی ہے جو سرینام میں ہی قیام کرے گا۔ اس جماعت کا ہیڈ کوارٹر ربوہ پاکستان میں ہے، اور یہ جماعت ہیگ ہالینڈ میں بھی ایک مسجد تعمیر کر رہی ہے۔ ان مبلغین کا قیام عبدالغفور جمن بخش کے گھر پہ ہے جو سلاگن ہاؤڈ (Slangenhoud straat) میں ہے۔ کل ہفتہ کے دن سے یہ اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز کریں گے۔ اور روزانہ شام چار سے چھ بجے تک یہاں تبلیغی نشست ہوا کرے گی''۔ روزنامہ (De Nieuwe Tijd) کی اس خبر سے ملک میں پہلی بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقی جماعت اور واقفین سلسلہ کے تعارف کا سلسلہ شروع ہوا۔

جماعت کا قیام

مسلسل تبلیغی سرگرمیاں بفضل خدا بار آور ہوئیں اور آخر وہ تاریخی دن بھی آپہنچا جب اس ملک میں جماعت احمدیہ کا پودا لگا۔ 8 نومبر 1956ء بروز جمعرات اہل پیغام سے تعلق رکھنے والے چند افراد نے خلافت ثانیہ سے وفاداری کا حلف اٹھایا۔ اور یہ اعلان کیا کہ آج سے پہلے ہم احمدی کہلاتے تو تھے لیکن ہمارے اور حقیقت کے درمیان ایک پردہ تھا جو آج دور ہو گیا اور آج سے ہم صحیح معنوں میں احمدی ہیں۔ ملک میں ایک نئی جماعت کے قیام کا علاقہ میں خوب چرچا ہوا اور تبلیغی کوششیں بھی مسلسل جاری رہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے چند دنوں میں افراد جماعت کی تعداد دگنی ہوگئی۔ (روزنامہ الفضل ربوہ۔ جمعہ 18 جنوری 1957ء۔ جلد 46، شمارہ نمبر 16)

مولانا شیخ رشید احمد اسحٰق صاحب

مولانا شیخ رشید احمد اسحٰق صاحب نے بہت محنت اور جوش کے ساتھ جماعتی کام کیا۔ مقامی لوگ آج تک ان کی دلیری اور علمیت کے معترف ہیں۔ آپ کو 1966ء تک سرینام میں خدمت کی توفیق ملی۔

فروری 1958ء میں ہالینڈ کی ولی عہد شہزادی Beatrix سرینام (ڈچ گی آنا) کے سرکاری دورہ پر تشریف لائیں۔ مکرم شیخ رشید احمد اسحٰق صاحب نے ملک کے گورنر J.Van Tilburg کے ذریعہ شہزادی کو ڈچ ترجمے والا قرآن مجید اور احمدیت کے بارہ میں ایک تعارفی خط پیش کیا۔ دسمبر 1959ء تا فروری 1960ء ریڈیو پر مختلف عناوین پر متعدد تقاریر کیں۔ یوم مصلح موعود اور یوم مسیح موعود علیہ السلام کے موقعہ پر بھی ریڈیو پر 25 منٹ کی تقریر کی۔ ریڈیو پر وقت لینے کے لئے آپ کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا رہا۔ مگر آپ حوصلے کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرتے رہے۔ سرینام میں امریکی سفیر Mr. Michnight کی خدمت میں مولانا صاحب نے انگریزی ترجمہ والا قرآن مجید پیش کیا اور ایک ایڈریس میں قرآن مجید کے فضائل اور احمدیت کے تعارف پر روشنی ڈالی۔ اس تقریب کی خبر مقامی اخبار De Ware Tijd میں شائع ہوئی۔ امریکی صدر مسٹر آئزن ہاور (Mr.Eisenhower) جنوبی امریکہ کے مختلف ممالک کے دورے کے دوران مورخہ 3 مارچ 1960ء کو سرینام کے فضائی مستقر پر کچھ دیر کے لئے رکے۔ مولانا صاحب نے گورنر J.Van Tilburg کے ذریعہ ان کی خدمت میں 'اسلامی اصول کی فلاسفی' اور جماعت کے بارے میں تعارفی خط پیش کیا۔ مقامی اخبار روزنامہ SURINAME نے مورخہ 4 مارچ کو صفحہ نمبر 1 پر استقبالیہ سرگرمیوں کے ضمن میں شائع کی جانے والی تفصیلی خبر میں مولانا رشید اسحاق صاحب اور کتاب کے نام کے ساتھ اس کا ذکر کیا۔ بعد ازاں صدر امریکہ نے مولانا صاحب کے نام شکریہ کا خط بھی بھجوایا جو اسی اخبار میں شائع ہوا۔ بھارتی پارلیمنٹ کے ایوان بالا کے ممبر اور کلچرل ڈپارٹمنٹ کے وائس پریذیڈنٹ ''مسٹر کاکا'' سرینام کے دورہ پر آئے تو مکرم رشید صاحب نے انہیں انگریزی کتب کا سیٹ پیش کیا۔ (روزنامہ الفضل ربوہ منگل 19 جولائی 1960ء۔ جلد 49، شمارہ 163)

(تاریخ احمدیت جلد 21 صفحہ 94 ایڈیشن اوّل، 2011ء)

مولانا بشیر احمد صاحب آرچرڈ کا دورہ سرینام

مکرم مولانا بشیر احمد آرچرڈ صاحب مبلغ انچارج ٹرینیڈاڈ نے مرکز کے حکم سے مورخہ 21 تا 25 فروری 1959ء سرینام کا دورہ کیا، آپ نے اخبارات کے ایڈیٹرز سے ملاقاتیں کیں، اسلام اور احمدیت کے بارہ میں آپ کا انٹرویو روزنامہ (SURINAME) میں شائع ہوا۔ آپ نے سنٹرل بنک کے ڈائریکٹر، امریکن کونسل اور محکمہ اطلاعات ونشریات کے افسران سے ملاقاتیں کیں۔ اس وقت کے وزیر اعظم مسٹر ایس ڈی ایمنسل (Mr.S.D.Emancils) سے بھی آپ نے مقامی مبلغ کے ہمراہ ملاقات کی اور جماعت کے عقائد، نظام جماعت اور اسلام کی خصوصیات کا بہت اچھے انداز میں تعارف کروایا جس سے وہ بہت متاثر ہوئے۔ ریڈیو اور اخبار نے اس ملاقات کا خصوصی ذکر کیا۔ مورخہ 24 فروری کو Islam and universal brotherhood کے موضوع پر آپ نے ایک لیکچر دیا۔ قبل از وقت ریڈیو اور اخبار کے ذریعہ اس پروگرام کی تشہیر کی گئی۔ اس پروگرام میں اہل علم حضرات، پارلیمنٹ کے ممبرز اور اعلیٰ سرکاری افسران شامل ہوئے۔ مہمان مقرر نے پوری تفصیل کے ساتھ اسلام کے فضائل کا ذکر کیا اور اس کی خوبصورت تعلیم کی برتری ثابت کی۔ حاضرین نے بار بار تالیاں بجا کر مقرر کو داد دی۔ بعد ازاں مجلس سوال و جواب بھی ہوئی، مکرم بشیر احمد آرچرڈ صاحب اور رشید اسحٰق صاحب نے حاضرین کے سوالوں کے جواب دیئے۔ اس طرح مرکزی نمائندے کا یہ دورہ ہر لحاظ سے انتہائی کامیاب رہا۔

مولانا غلام احمد نسیم صاحب

شیخ رشید احمد اسحٰق کے بعد محترم مولانا غلام احمد نسیم صاحب مبلغ سلسلہ گیانا نے 1967ء سے 1969ء کے دوران سرینام کے تین دورے کئے۔ اس دوران 28 مئی 1968ء کو آپ نے ریڈیو ''آپنتی'' (Apintie) پر احمدیت کا پیغام کے موضوع پر تقریر کی۔ مورخہ 4 اور 6 جون کو ریڈیو ''رادیکا'' (Radika) پر دین اسلام کی

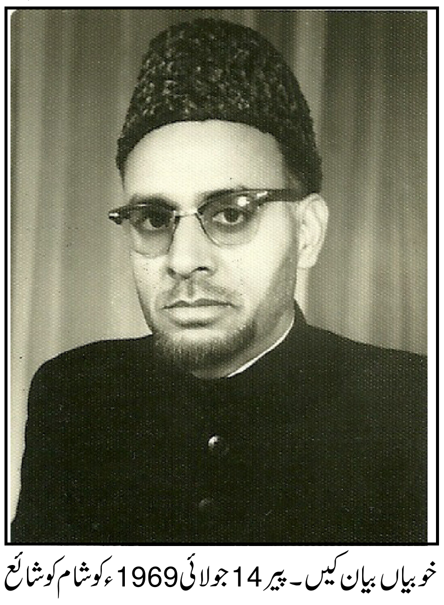

خوبیاں بیان کیں۔ پیر 14 جولائی 1969ء کو شام کو شائع ہونے والے روزنامہ De West کے نمائندے کو انٹرویو دیا جو مورخہ 15 جولائی 1969ء بروز منگل آپ کی تصویر کے ساتھ اخبار کی زینت بنا۔ مورخہ 15 جولائی کو ریڈیو آپنتی (Apintie) پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کا تعارف کروایا۔ 20 جولائی کو ریڈیو راپار (Rapar) پر اسلام کی خوبیاں بیان کیں۔

مورخہ 29 جولائی 1969ء کو'' کلچرل سنٹر سرینام'' (C.C.S. Cultureel Centrum Suriname) میں ''اسلام کی خوبیاں اور اسلام عصر حاضر کے مسائل کا حل'' کے موضوع پر لیکچر دیا، 2 اگست 69ء کو STVS چینل نمبر 8 پر پروگرام پیش کیا: ''میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں''۔ محترم مولانا غلام احمد نسیم صاحب کی ان مساعی کی مختصر رپورٹ روزنامہ الفضل ربوہ میں 14 ستمبر 1969ء کو ''سرینام جنوبی امریکہ میں تبلیغ اسلام'' کے عنوان سے شائع ہوئی۔ نیز ''احمدیہ مشن سرینام کی یادیں'' کے عنوان سے آپ کے تین دوروں کی مختصر روئیداد روزنامہ الفضل ربوہ میں مورخہ 6 نومبر 2006ء کو صفحہ نمبر 5 پر شائع شدہ ہے۔

مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب

1970ء میں مولانا غلام احمد نسیم صاحب کی جگہ محترم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب مبلغ انچارج کی حیثیت سے گیانا تشریف لائے اور 1973ء تک خدمت کی توفیق پائی۔ اس دوران سرینام کے تین دورے کئے، اور ہر بار دو سے تین ماہ قیام کیا۔ اگست 1970ء میں آپ نے سرینام

کا پہلا دورہ کیا۔ اس دوران آپ نے 8 اگست 1970ء کو ریڈیو آپنتی (Apintie) پر پہلی تقریر کی جس میں آپ نے مسیح کی آمد ثانی کے متعلق پیشگوئیوں کی وضاحت کی اور ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر چسپاں کیا۔ تیرہ اگست کو ریڈیو ''راپار'' (Rapar) پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے حوالے سے آپ کے مقام کی وضاحت کی اور خلافت کی پیشگوئی اور اس کے اجراء کا ذکر کیا۔

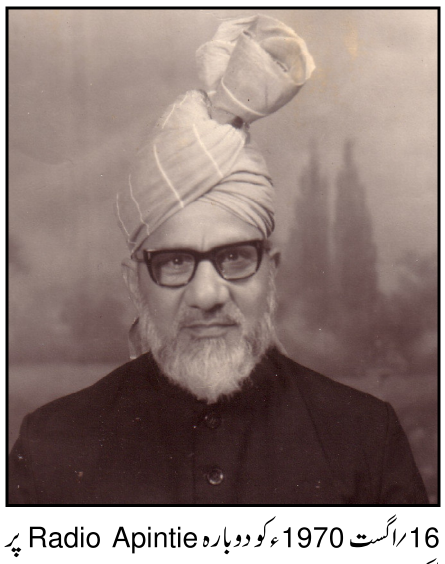

16/اگست 1970ء کو دوبارہ Radio Apintie پر لیکچر دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اُن تحریرات کو پیش کیا جن میں آپ نے خود کو ظلّی، بروزی اور امّتی نبی ثابت کیا ہے۔

آپ نے 1971ء میں سرینام کا دوسرا دورہ کیا۔ اس دورہ کے دوران 6 فروری 1971ء کو ریڈیو اپنتی (Apintie) پر گفتگو کرتے ہوئے آپ نے حج اور قربانی کے فلسفہ پر روشنی ڈالی۔ 13 فروری کو اسی ریڈیو پر آپ نے انبیاء اور دیگر مذاہب کے احترام کے حوالے سے اسلامی تعلیم پیش کی۔ 26 فروری کے پروگرام میں آنے والے مسیح ومہدی پر ایمان اور اس کی جماعت سے جڑنے کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے علاوہ ریڈیو راپار پر بھی متعدد پروگرام کئے اور جماعت کا پیغام ملک کی وسیع آبادی تک پہنچایا۔ محترم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب کو اپریل 1971ء میں سرینام میں جماعت کی پہلی مسجد ''مسجد ناصر'' کے افتتاح کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ جس کی تفصیلی خبر بھی مقامی اخبار میں شائع ہوئی۔

مولانا محمد صدیق ننگلی شاہد صاحب

محترم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب کے بعد مولانا محمد صدیق ننگلی صاحب 1973ء میں اعلائے کلمہ اسلام کے لئے گیانا پہنچے، تقریباً پونے دو سال گیانا میں خدمات بجالانے کے بعد محترم مولانا محمد اسلم قریشی صاحب کو گیانا مشن کا چارج دے کر مورخہ 7 جون 1975ء کو سرینام تشریف لائے۔ گیانا کے ایک روزنامہ (Guyana Graphic) نے بدھ 4 جون 1975ء کی اشاعت میں آپ کی جارج ٹاؤن سے پارامار یبو روانگی اور محترم مولانا محمد اسلم قریشی صاحب کی بطور مشنری انچارج آمد کی خبر شائع کی، اور یہ بھی ذکر کیا کہ ان کی مساجد میں خواتین بھی نماز جمعہ ادا کرسکتی ہیں۔

ریڈیو پروگرام کا آغاز

ستمبر 1975ء میں آپ نے راپار ریڈیو پر ''جماعت احمدیہ ربوہ کا پروگرام'' کے نام سے پندرہ منٹ کا ہفتہ وار پروگرام شروع کیا اور ستمبر میں چار پروگرام کرنے کے ساتھ ساتھ ایک سال کا معاہدہ کیا۔ یہ پروگرام ہر ہفتہ کی رات ساڑھے سات سے آٹھ بجے کے درمیان نشر ہوتے رہے۔

مذہب کے بارے میں ایک انٹرویو

دسمبر 1978ء کے ابتدائی ایام میں (SIV) کے صدر رشید پیر خان صاحب نے آپ کو فون پر بتایا کہ چند افراد نے مذہب کے بارہ میں آٹھ سوال تیار کئے ہیں۔ ایک پادری نے ان کے جواب دیدئے ہیں، لیکن مجلس المسلمین ان کا جواب نہیں دینا چاہتی، اور ہندوؤں نے بھی انکار کیا ہے۔ آپ ان سوالات کا جواب دیں۔ چنانچہ معروف صحافی مسٹر نیکو واخ میسٹر ان سوالات کو لے کر دسمبر کے آخری ہفتے میں مسجد تشریف لائے اور مولانا صدیق صاحب کا انٹرویو لیا۔ سوالات کا تعلق مذہبی ہم آہنگی کی اہمیت وضرورت، بین المذاہب رابطے، مذہبی رواداری اور برداشت، مذہبی تعلیم کا مرکزی نقطہ اور اس کے حصول کے طریق سے تھا۔ محترم مولانا صاحب نے ان سوالات کے مفصّل اور مدلّل جواب دئے۔ نیز صحافی موصوف کو ڈچ ترجمے والا قرآن مجید اور دیگر جماعتی لٹریچر بھی دیا۔

یہ تفصیلی انٹرویو ہفتہ 13 جنوری 1979ء کو روزنامہ داوارٹیڈ (De Ware Tijd) میں مولانا صاحب کے درج ذیل تعارف کے ساتھ شائع ہوا:

''49 سالہ مسلم مشنری مولانا محمد صدیق 1973ء میں پاکستان سے گیانا آئے تھے۔ کچھ عرصہ وہاں کام کرنے کے بعد جون 75ء میں سرینام آئے۔ آپ ایفرام سیخن ویخ میں ایک سادہ سے گھر میں رہائش پذیر ہیں۔ احمدیہ مسلم انٹرنیشنل مشنری سکول سے سات سالہ کورس مکمل کیا ہوا ہے۔ اس جماعت کا ہیڈ کوارٹر ربوہ پاکستان میں ہے۔ آپ وہاں سے تبلیغ اسلام کے لئے سرینام آئے ہوئے ہیں''۔

اس انٹرویو کو عوام میں بہت پذیرائی ملی، اور لوگوں نے بہت اچھا تأثر لیا۔ محترم مولانا صدیق صاحب کا یہ انٹرویو آپ کے دس سالہ قیام کے دوران شائع ہونے والی سب سے مفصّل جماعتی خبر تھی۔

مسجد نصر کا افتتاح

جماعت کی دوسری مسجد، مسجد ''نصر'' کے افتتاح کے موقع پر 24 فروری 1984ء بروز جمعۃ المبارک روزنامہ De Ware Tijd نے صفحہ نمبر 14 پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، مبلغین سلسلہ اور مسجد کی نمایاں تصاویر کے ساتھ افتتاح کی خبر کو اس سرخی کے ساتھ شائع کیا: ''جماعت احمدیہ نے اپنی مسجد ریکارڈ وقت میں مکمل کر لی''۔ گذشتہ اتوار کو علاقہ ''نیوساروخ ویخ'' (Nieuwzorgweg) میں ایک مسجد کا افتتاح ہوا۔ یہ مسجد جماعت احمدیہ نے دن رات کام کرکے بہت کم وقت میں مکمل کر لی ہے۔ یہ مسجد مین روڈ سے قریباً دو کلومیٹر دور ہے۔ اس مسجد کا سنگ بنیاد گزشتہ سال 25 دسمبر کو رکھا گیا تھا۔ یہ کام اس لئے بھی قابل تعریف ہے کہ بچے بوڑھے جوان اور خواتین سب نے اس کی تعمیر میں حصہ لیا جس سے اجرت کا خرچ بچ گیا اور صرف مٹیریل کا خرچ 15 ہزار گلڈرز ہوا ہے۔ اگر صرف اس خرچ کو سامنے رکھتے ہوئے اس عمارت کو دیکھیں تو بہت حیرت ہوتی ہے کیونکہ یہ عمارت اس سے کہیں زیادہ مہنگی ہے۔ اس جماعت کی پہلے ایک مسجد ایفرام سیخن ویخ میں ہے، جو مرکزی مسجد ہے۔ اس جماعت کے نظام کو چلانے کے لئے ایک کُل وقتی مبلغ موجود ہے جن کا نام محمد صدیق ہے، جو پاکستان واپس جارہے ہیں، اور نئے مبلغ محمد اشرف اسحاق ان کی جگہ آچکے ہیں، جو آٹھ سال تنزانیہ اور کچھ عرصہ یوگنڈا میں کام کرچکے ہیں۔ مولانا محمد صدیق 1975ء سے یہاں کام کر رہے تھے۔ جماعت احمدیہ (S.A.V.) کو مسلمانوں کی دوسری جماعت (S.I.V) سے نہیں ملانا چاہیے۔ اگرچہ دونوں خود کو احمدی کہتے ہیں، مگر دونوں میں بڑا فرق ہے۔ جماعت احمدیہ ربوہ حضرت مرزا غلام احمد کو مسیح موعود نبی اللہ مانتی ہے اور دوسری صرف ''مجدد''۔ اس جماعت کی ایک خوبی یہ ہے کہ خواتین کو مساجد میں آنے سے نہیں روکتے، اسی لئے اس مسجد میں بھی ایک پردہ لگایا گیا ہے تاکہ خواتین دوسری طرف نماز ادا کرسکیں۔ چار سال پہلے اس علاقہ میں کوئی احمدی نہیں تھا، پھر یہاں ایک جماعت قائم ہوئی اور اب انہیں اپنی مسجد بنانے کا موقعہ ملا ہے اور یہ اس چھوٹی سی جماعت کے لئے قابل فخر بات ہے۔ افتتاح کے موقعہ پر مسجد اور اس سے ملحقہ جگہ کو سجایا گیا۔ جماعت احمدیہ اور سرینام کا پرچم لگایا گیا تھا۔ اس موقعہ پر ایک بک سٹال بھی لگایا گیا اور مہمانوں کے لئے ریفریشمنٹ کا انتظام بھی کیا گیا''۔

ماہنامہ تحریک جدید ربوہ کے اپریل 1984ء کے شمارہ کے ٹائٹل پر اس مسجد کی تصویر شائع ہوئی۔

ملک کے صدر سے مبلّغین کی ملاقات

مولانا محمد صدیق صاحب کی وطن واپسی سے قبل ملک کے صدر سے ملاقات کی درخواست بھجوائی، جس کی منظوری کے بعد 27 فروری 1984ء کو دونوں مبلغین جماعتی وفد کے ساتھ جمہوریہ سرینام کے صدر مسٹر رام دت میسر سے ملنے ان کے آفس گئے۔ انہیں ڈچ ترجمہ والا قرآن مجید اور جماعتی لٹریچر پیش کیا۔ صدر نے اہل پیغام اور جماعت کا فرق پوچھا تو مولانا محمد صدیق نے بتایا کہ وہ حضرت مرزا غلام احمد کے تمام دعاوی پر ایمان نہیں رکھتے، جبکہ ہم انہیں مہدی، مسیح اور امتی نبی مانتے ہیں۔ مولانا محمد اشرف اسحٰق صاحب سے صدر نے تنزانیہ کے حالات پوچھے۔ اس طرح یہ ملاقات کامیابی کے ساتھ اختتام کو پہنچی۔ 29 فروری کو ٹی وی چینل 8 (STVS) نے دو دفعہ اس ملاقات کے مناظر دکھائے اور اسی روز اخبار (De Ware Tijd) نے تصویر کے ساتھ تفصیلی طور پر اس ملاقات کی خبر شائع کی، اور لکھا کہ: ''جماعت احمدیہ سرینام

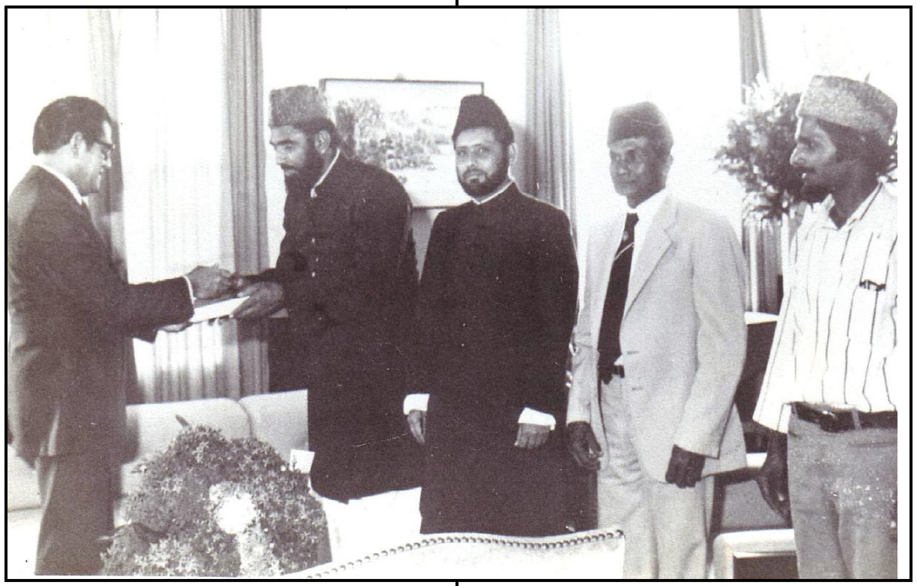

کے دو مبلغین نے صدر (Mr.Fred Ramdat Misier) سے ملاقات کی۔ دونوں مبلغینِ اسلام تعلیم یافتہ پاکستانی ہیں۔ مولانا صدیق اسلامیات اور عربی کے گریجویٹ ہیں اور پاکستان میں اٹھارہ سال کام کرنے کے بعد گیانا آئے اور پھر سرینام، اور اب جلد واپس پاکستان جانے والے ہیں۔ ان کی جگہ کام کرنے کے لئے مولانا محمد اشرف اسحٰق آئے ہیں۔ اس جماعت کی بنیاد 1889ء میں حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود نے رکھی، اور ان کی آمد کا اصل مقصد دنیا میں اسلام کی تبلیغ ہے۔ اس جماعت کے کئی سو مبلغین ساری دنیا میں کام کر رہے ہیں، اور اس جماعت کے پیروکاروں کی تعداد گیارہ ملین کے قریب ہے۔ اور اس وقت حضرت مسیح موعود کے چوتھے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد اس جماعت کے سربراہ ہیں۔ اس ملاقات میں جماعت کے صدر حسینی بدولہ اور سیکرٹری عبد المطلب محمود بھی موجود تھے''۔

ماہنامہ ''تحریک جدید'' ربوہ کے جولائی 1984ء کے شمارہ میں اس ملاقات کی تصویر شائع ہوئی۔

معروف صحافی مسٹر نیکو واخ میسٹر (Mr.Nico Waagmeester) نے یکم مارچ 1984ء کو مولانا محمد صدیق شاہد صاحب کا تفصیلی انٹرویو لیا۔ جو جمعۃ المبارک 2 مارچ 1984ء کو اِن الفاظ کے ساتھ روزنامہ اخبار De Ware Tijd کی زینت بنا: ''جماعت احمدیہ کے مشنری مولانا محمد صدیق پاکستان واپس جارہے ہیں۔ وہ 1973ء میں پاکستان سے گیانا آئے تھے، اور سرینام کے متعدد دورے کرنے کے بعد 1975ء میں انہوں نے باقاعدہ اس مشن کا چارج لیا، اور ان کے آنے سے اس جماعت کے مرکز ایفرام سیخن کی رونقیں بحال ہوگئیں۔ وہ اپنے وطن واپس جاتے ہوئے بہت خوش دکھائی دیتے ہیں، اس لئے کہ انہوں نے یہاں بڑی محنت سے کام کیا اور اس کے خاطر خواہ نتائج بھی برآمد ہوئے، اور ایک قلیل جماعت اب ترقی کے راستے پر گامزن ہے اور اپنی پہچان بنا چکی ہے۔ ان کے بڑے کارناموں میں ایک نئی مسجد کی تعمیر شامل ہے۔ آٹھ سال تک انہوں نے ریڈیو پر چار سو سے زائد تقاریر کیں۔ 1977ء میں وہ اپنی بیٹی کی شادی کے لئے پاکستان گئے تو قبل از وقت ریڈیو پروگرام ریکارڈ کروا کے گئے تاکہ تسلسل قائم رہے۔ ملک میں مذہبی آزادی کے پیش نظر انہوں نے کھل کر اپنے عقیدے کا پرچار کیا، مگر کبھی کسی مذہب کی توہین نہیں کی۔ ہمیشہ دوسرے کی بات کو تحمل سے سنا اور اچھے انداز سے اس کے مذہب کی خامیاں اور اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیں۔ ان کا اصول یہ تھا کہ کسی کے انفرادی عمل کی وجہ سے اس کے مذہب کو برا کہنا درست نہیں۔ مولانا حضرت خلیفۃ المسیح کے نمائندے کے طور پر اس ملک میں رہے، اور انہی کے حکم سے واپس جارہے ہیں۔ مولانا اپنے امام کے ہر حکم کو خوشدلی سے قبول کرتے ہیں اور کسی دنیاوی لالچ یا نقصان کی پروا نہیں کرتے۔ اس جماعت میں تنخواہ اور پنشن کا نظام بھی موجود ہے اور مبلغین کی اچھی طرح دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ ہمارے ملک میں دو احمدی جماعتیں ہیں دونوں مرزا غلام احمد کو مانتی ہیں۔ بڑی جماعت سرینامی اسلامی جماعت ہے (S.I.V.) جو انہیں صرف مجدد اور اسلام کا مبلغ مانتی ہے، اور ان کی تحریر کردہ 80 کتب میں سے بعض کو نہیں مانتی۔ دوسری یہ جماعت سرینامی احمدیہ جماعت (S.A.V.) جو انہیں قرآن مجید کی سورۃ نمبر 61 سورۃ الصّف میں مذکور پیشگوئی کے مطابق امّتی نبی مانتی ہے اور حکم عدل سمجھتی ہے۔ اس لئے ان دونوں جماعتوں میں نمایاں فرق ہے۔ اول الذکر خلافت کو نہیں مانتی اور عیسیٰ علیہ السلام کی بن باپ پیدائش کی انکاری ہے۔ اس جماعت کا ہیڈ کوارٹر لاہور میں ہے۔ جبکہ احمدیہ مسلم جماعت کا ہیڈ کوارٹر ربوہ میں ہے۔ دونوں جماعتوں کی علیحدگی 1914ء میں ہوئی تھی''۔

(باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ ٹوگو کے
8ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

(رپورٹ: محمد عارف۔ افسر جلسہ سالانہ ٹوگو)

امسال ٹوگو جماعت کو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنا آٹھواں جلسہ سالانہ مورخہ 18.19.20 دسمبر 2015 کو دارالحکومت لومے میں منعقد کرنے کی توفیق ملی،

ملک کی تمام جماعتوں کو جلسے کی اطلاع کے علاوہ ملک کے بڑے شہروں میں جلسے کی پبلسٹی کے لئے جلسے کے پوسٹر بھی لگائے گئے اور فیس بک پر بھی تشہیری مہم چلائی گئی تا

کہ دوسرے ممالک تک بھی جماعت کی امن کو قائم رکھنے کی کوششوں کو دکھایا جاسکے اور ریڈیو پر اعلانات بھی کئے گئے جس میں اہل علم، پادری حضرات و دیگر شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے افراد کو دعوت عام دی گئی کہ اسلام کے متعلق معلومات اور سوالات کرنے کے لئے کوئی بھی اس جلسے میں شامل ہوسکتا ہے۔ اس جلسے کے لئے ایک بڑا ہال بک کروایا گیا۔ اس ہال کو خوبصورت طریقے سے سجایا گیا اور ایک بڑے سائز کا بینر جس پر جلسہ کا موضوع لکھا ہوا تھا سٹیج پر لگایا گیا۔

حالات حاضرہ کو مدنظر رکھتے ہوئے جلسے کی کمیٹی نے جلسے کا خصوصی موضوع ''عصر حاضر کے مسائل اور ان کا اسلامی حل'' تجویز کیا تھا۔

مقامی طور پر نماز جمعہ کے بعد تمام حاضرین نے MTA کے ذریعہ حضور انور ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ براہ راست سنا۔ دوپہر کے کھانے کے بعد پرچم کشائی کی تقریب ہوئی اور مکرم عرفان احمد ظفر صاحب صدر و مشنری انچارج صاحب جماعت ٹوگو نے دعا کروائی۔ اس تقریب کی میڈیا کوریج بھی ہوئی۔

جلسے کے پہلے سیشن میں تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد افتتاحی تقریر مکرم عرفان احمد صاحب صدر جماعت ٹوگو نے کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں حالات حاضرہ کا تذکرہ کرتے ہوئے دنیا کو درپیش مسائل اور ان کا حل خلفاء احمدیت کی بیان کردہ نصائح کے حوالہ سے بیان کیا۔ دوسری تقریر مکرم محمد عارف گل صاحب مبلغ سلسلہ نے جلسہ سالانہ کی اہمیت کے بارے میں کی جس میں جلسے کی غرض و غایت، اہمیت اور شاملین جلسہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا ذکر کیا۔

نماز مغرب وعشاء کے بعد سوال و جواب کی مجلس کا اہتمام کیا گیا تھا، جو کافی دیر تک جاری رہی۔ اس میں اور تین مختلف زبانوں میں جوابات دئے گئے۔

جلسے کے دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد نماز کی اہمیت کے بارے میں درس دیا گیا۔ آج جلسہ کے دو سیشن ہوئے جن میں مختلف موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔

دوسرے روز کے صبح کے اجلاس میں تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم امیدو منیرو صاحب نے احمدیت یعنی اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے بارے میں تقریر کی۔ مکرم سوکلو محمد صاحب نے بچوں کی تعلیم و تربیت کے بارے میں تقریر کی، جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی نصائح احباب جماعت کو پڑھ کر سنائیں، اور اس کا لوکل زبان میں ترجمہ بھی کیا۔ اس کے بعد اطفال نے قصیدہ پڑھا۔ مکرم عبدو یعقوبو صاحب نے شادی کی اہمیت کے بارے میں اور مکرم امیر صاحب نائیجر نے جماعت احمدیہ نائجیر کے بارے میں تقریر کی۔

نماز ظہر وعصر اور کھانے کے وقفہ کے بعد دوسرے سیشن میں تلاوت اور نظم کے بعد مکرم وسیم احمد ظفر صاحب مبلغ سلسلہ نے اسلام میں لیڈرشپ کے موضوع پر اور مکرم آکریم امین صاحب نے ''عصر حاضر کے مسائل اور ان کا اسلامی حل'' کے موضوع پر تقاریر کیں۔

نماز مغرب وعشاء کے بعد مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ اس پروگرام میں سب نے بڑی دلچسپی لی اور کافی دیر تک یہ پروگرام جاری رہا۔ اس کا تین زبانوں میں ترجمہ بھی کیا گیا۔

جلسہ کے تیسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد مالی قربانی کے بارے میں درس دیا گیا۔

آج جلسہ کے آخری سیشن میں مکرم صالح میکائیل صاحب نے ''اس جدید دور میں ایک مسلمان کا کردار'' کے موضوع پر تقریر کی۔

بعدازاں احباب جماعت کے ایمان میں مزید پختگی کے لئے نومبائعین کو سٹیج پر دعوت دی گئی کہ احمدی ہونے کے بعد جو تبدیلی انہوں نے محسوس کی ہے وہ سب کے سامنے بیان کریں۔ چنانچہ کثیر تعداد میں نومبائعین اکٹھے ہو گئے سب کو باری باری موقع دیا گیا۔ یہ سلسلہ بہت ہی ایمان افروز رہا۔

اس جلسہ کی کوریج ٹوگو کے الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا پر ہوئی۔ ملک کا نیشنل ٹی وی TVT اور LCF نے اس جلسے کی کارروائی کو اپنی نیوز میں باتصویر نشر کیا جسے ملک کے طول وعرض میں دیکھا اور سنا گیا۔ اس کے علاوہ ملک کے پانچ بڑے اخبارات نے اس جلسے کی کارروائی کو ایک مکمل صفحے پر باتصویر شائع کیا۔

مکرم عرفان احمد ظفر صاحب صدر و مشنری انچارج ٹوگو جلسہ کی برکات کو ہمیشہ یادرکھنے کی تلقین کی اور جو باتیں یہاں سنی ہیں ان کو ان تک بھی پہنچانے کی طرف توجہ دلائی جو جلسہ میں شامل نہیں ہوسکے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نصائح باجماعت تہجد اور نفلی روزہ رکھنے کی بھی یاددہانی کروائی اور بعد میں اختتامی دعا کروائی۔ اس کے بعد لوکل زبان میں نظمیں بھی پڑھی گئیں۔ امسال جلسہ میں پورے ملک کی جماعتوں سے 1447 افراد نے شرکت کی۔

قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ سالانہ کو ہر پہلو سے باعث خیر و برکت فرمائے اور شاملین کو جلسہ کی برکات سے متمتّع فرمائے۔ آمین

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
0092 47 6212515
15 لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT
0044 20 3609 4712

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربی سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی و تربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

ناروے

ناروے میں جلسہ پیشوایانِ مذاہب کا انعقاد۔ مختلف مذاہب کے نمائندگان کی شمولیت اور 'میرا مذہب امن کے لئے کیا کرسکتا ہے' کے موضوع پر اظہار خیال

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے دنیا میں امن کے قیام کی غرض سے اور مختلف مذاہب کے درمیان پُرامن ڈائیلاگ کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دیرینہ خواہش کے مدّنظر یہ ہدایت فرمائی کہ سال میں ایک دن مقرر کر کے مختلف مذاہب کے نمائندوں کو دعوت دی جائے کہ وہ اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں یا اپنے بانی مذہب کے حالات بیان کریں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ کی تعمیل میں مورخہ 3 دسمبر 1939ء کو پہلا یوم پیشوایانِ مذاہب نہایت جوش و خروش سے منایا گیا۔

ناروے میں بھی جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام ہر سال ایک دن بطور یوم پیشوایانِ مذاہب منایا جاتا ہے اور جلسہ میں مختلف مذاہب کے نمائندگان جماعت احمدیہ کے پلیٹ فارم سے تقاریر کرتے ہیں۔ ناروے میں یہ جلسہ گزشتہ تیس سال سے لگاتار منعقد کیا جا رہا ہے۔

مکرم شاہد کاہلوں صاحب مبلغ انچارج ناروے کی مرسلہ رپورٹ کے مطابق گزشتہ سال یہ جلسہ 8 دسمبر 2015ء بروز منگل بوقت چھ بجے شام مسجد بیت النصر اوسلو میں منعقد ہوا۔ جلسہ کا موضوع تھا 'میرا مذہب امن کے لئے کیا کرسکتا ہے'۔ شاملین جلسہ کی حاضری 200 سے اوپر تھی۔

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ پھر مکرم ظہور احمد چوہدری صاحب نے جماعت کا مختصر تعارف اور مقررین کا تعارف کروایا۔ بعد ازاں پہلے مقرر GEIR TOSKEDAL ممبر پارلیمنٹ نے عیسائیت کی نمائندگی میں تقریر کی۔

ہندو مذہب کی نمائندگی میں TERJE TREFALL صاحب نے اور بدھ مت کی نمائندگی میں BANTE MANIRATHANA صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

ان تقاریر کے بعد 15 منٹ کے لئے وقفہ ہوا جس میں تمام احباب کے لئے چائے اور کیک کا انتظام تھا۔ اس دوران ناروے کے نیشنل TV چینل NRK نے لائیو خبروں میں اس جلسہ کی نشریات پیش کیں۔

وقفہ کے بعد سکھ ازم کی نمائندگی میں BALPRIT SINGH صاحب نے اور اسلام احمدیت کی نمائندگی میں حمزہ راجپوت صاحب نے تقاریر کیں۔

اس کے بعد حاضرین کو سوالات کرنے کا بھی موقع دیا گیا۔ بعد ازاں مسجد بیت النصر کے علاقہ کے پولیس افسر نے حاضرین سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم پولیس والوں کو بہت اچھا لگتا ہے جب مختلف مذاہب کے لوگ اس طرح بیٹھ کر آپس میں اپنی غلط فہمیوں کو دُور کر کے اچھے تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس کے بعد نائب میئر اوسلو مکرمہ کا مزی صاحبہ نے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ جلسہ امن کی طرف ایک قدم ہے۔ علم سب کچھ بدل دیتا ہے۔ میں آئندہ بھی ایسے جلسوں پر آنے کی خواہش رکھتی ہوں۔

جلسہ کے آخر پر مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب امیر جماعت ناروے نے خطاب کیا۔ انہوں نے اسلام احمدیت کا مختصر تعارف کروایا اور جلسہ پر آنے والے تمام احباب کا شکریہ ادا کیا اور اسی طرح پاکستان کی سفیر متعینہ اوسلو کے آنے کا بھی شکریہ ادا کیا۔ آخر پر مکرم نیشنل امیر صاحب نے تمام مقررین کو پھول اور جماعت کی چند کتب بطور تحفہ دیں۔ دعا کے ساتھ جلسہ کا اختتام کیا گیا۔

جلسہ پر آنے والے تمام احباب کو کتاب ''نبیوں کا سردار'' (نارویجن) اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتاب World Crisis and the Pathway to Peace (نارویجن) بطور تحفہ پیش کی گئیں۔ جلسہ کے بعد مہمانوں کو مسجد دکھائی گئی۔ مسجد کی گیلری میں نمائش دیکھ کر مہمانوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا اور اس کی تعریف کی۔

کروشیا

یورپین یوتھ پارلیمنٹ اور احمدیہ مشن کروشیا کا مشترکہ تبلیغی پروگرام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ مشن کروشیا کو غیر سرکاری تنظیم یورپین یوتھ پارلیمنٹ کروشیا کے ساتھ مل کر 05 دسمبر 2015ء کو ایک تبلیغی سیمینار منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ یورپین یوتھ پارلیمنٹ کی تنظیم یورپ کے تمام ممالک میں قائم ہے اور اس کی ممبرشپ طلبا پر مشتمل ہوتی ہے۔ عام طور پر اس تنظیم کو یورپین پارلیمنٹ کی طرف سے مختلف موضوعات دیے جاتے ہیں جن پر تنظیم کے ممبران متعدد اجلاسات میں غور کر کے اپنے نقطۂ نگاہ سے یورپین پارلیمنٹ کو آگاہ کر دیتے ہیں۔

کروشیا میں موسم سرما کے دوران منعقد ہونے والے اجلاس کا موضوع ''اگر اسلام امن اور محبت کی تعلیم دیتا ہے تو پھر بعض اسلامی حکمران اور لیڈر اسلام کے نام پر انسانیت پر ظلم و ستم کیوں روا رکھے ہوئے ہیں'' تھا۔

اس موضوع پر لیکچر اور سوالات کے جوابات دینے کے لئے اس تنظیم نے جماعت احمدیہ سے رابطہ کیا۔

مکرم اظہر حنیف صاحب مبلغ سلسلہ امریکہ اور مکرم ابراہیم اخلف صاحب (لندن) حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر اس پروگرام میں شریک ہوئے۔

پروگرام کا انعقاد زاغرب یونیورسٹی کے ایک آڈیٹوریم میں ہوا جس کو اسلام احمدیہ کے تعارف اور دیگر تفصیلات پر مبنی بڑے بڑے بینرز سے سجایا گیا تھا۔

مکرم زبیر خلیل خان صاحب کی مرسلہ رپورٹ کے مطابق نیشنل ریڈیو کروشیا کے معروف نمائندہ ڈراجن صاحب کی صدارت میں پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ کروشین ترجمہ کے بعد دونوں معزز مقررین نے ویڈیو کلپس (video clips) اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطابات کی روشنی میں slides پر مشتمل اپنی اپنی پریزینٹیشن دی۔ بعد ازاں حاضرین کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ اس کے بعد اس موضوع پر غور کرنے والے مختلف گروپس کی گفتگو میں شامل ہوئے جہاں گروپس کی جانب سے اٹھائے گئے نکات اور سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے۔ پروگرام کی کُل حاضری 116 رہی۔

تأثرات

❁...... کروشیا سے تعلق رکھنے والے ممبر آف پارلیمنٹ مکرم پانڈک صاحب نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جس عمدگی سے آج اسلامی تعلیم کو پیش کیا گیا ہے وہ ان کے لئے حیران کن اور دلچسپ ہے۔

❁...... یورپین یوتھ پارلیمنٹ کے صدر مکرم ہروائے وامپاس صاحب نے پروگرام کے معیار اور اس کی انتہائی مؤثر پیشکش پر نہ صرف حیرت کا اظہار کیا بلکہ تہِ دل سے جماعت کا شکریہ بھی ادا کیا۔

❁...... ایک صحافی خاتون نے کہا کہ مقررہ دو گھنٹے ختم ہو جانے کے باوجود ہاتھ سوالوں کے لئے اُٹھ رہے تھے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ موضوع کتنا اہم ہے اور اس پر مزید پروگراموں کی شدید ضرورت ہے۔

☆......☆......☆

تنزانیہ

ہیومینٹی فرسٹ تنزانیہ کی ڈوڈومہ ریجن کے پانچ مختلف دیہاتوں میں سیلاب زدگان کی امداد

تنزانیہ میں نومبر سے اپریل تک بارشوں کا موسم ہوتا ہے اس دوران تمام ریجنز میں بارشیں ہوتی ہیں۔ بعض ریجنز میں زیادہ اور بعض میں کم بارشیں ہوتی ہیں۔ چنانچہ امسال خلاف معمول ڈوڈومہ ریجن میں کافی زیادہ بارشیں ہوئیں اور طوفان آئے جن کے نتیجہ میں کافی زیادہ نقصان ہوا۔ 200 سے زیادہ افراد زخمی ہوئے۔ سینکڑوں مویشی ہلاک ہو گئے۔ دو ہزار سے زائد گھر تباہ ہو گئے۔ اور تقریباً آٹھ ہزار سے زائد افراد متاثر ہوئے۔ چنانچہ اس صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ نے مختلف اداروں سے مدد طلب کی اور جماعت احمدیہ سے بھی رابطہ کیا۔ بشارت الرحمان بٹ صاحب مربی سلسلہ ڈوڈومہ تنزانیہ کی رپورٹ کے مطابق فوری طور پر ڈسٹرکٹ کمشنر ڈوڈومہ اور ڈسٹرکٹ کمشنر باہی کے ساتھ رابطہ کر کے ہیومینٹی فرسٹ تنزانیہ کی طرف سے امدادی سامان مہیا کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ ڈسٹرکٹ کمشنر باہی یہ سامان وصول کرنے کے لئے خود مشن ہاؤس آئے۔ باہی ڈسٹرکٹ کے درج ذیل تین گاؤں چیکولا (CHIKOLA) مگولگانو (MGULGANO) چیمینڈیلی (CHIMENDELI) میں امدادی سامان تقسیم کیا گیا۔ اسی طرح دوسرے دن ڈوڈومہ ڈسٹرکٹ کے گاؤں مپونگوزی (MPUNGUZI) میں اور تیسرے دن چاموینو ڈسٹرکٹ کے گاؤں ڈیف (DIFF) میں بھی امدادی سامان تقسیم کیا گیا۔ ان مواقع پر جماعتی وفد کے علاوہ متعلقہ اضلاع کے ڈسٹرکٹ کمشنرز کے ہمراہ دیگر سرکاری افراد، نمائندہ ریڈ کراس اور میڈیا کے نمائندگان بھی موجود تھے۔

چنانچہ امیر صاحب تنزانیہ کی نمائندگی میں مکرم بشارت الرحمان بٹ صاحب مربی سلسلہ ڈوڈومہ نے ہیومینٹی فرسٹ تنزانیہ کی طرف سے یہ امدادی سامان ڈسٹرکٹ کمشنرز کی موجودگی میں متاثرین کو پیش کیا۔ اس سامان میں مکئی کا آٹا، دالیں، چینی، نمک اور بسکٹ شامل تھے اور ان اشیاء کی کُل قیمت تقریباً پانچ ملین تنزانین شلنگ تھی۔

مکرم بشارت الرحمان بٹ صاحب نے ان مواقع پر موجود احباب کو بتایا کہ احمدیہ مسلم جماعت انسانیت کی خدمت بلا امتیاز رنگ و نسل و مذہب کرتی ہے۔ اور جماعت احمدیہ کا ہر فرد محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کی عملی تصویر بننے کی کوشش کرتا ہے۔

ڈسٹرکٹ کمشنر باہی مکرم فرانس مونگا صاحب، ڈسٹرکٹ کمشنر ڈوڈومہ ریجن یاسمین صاحبہ اور مکرم ماسیمبا صاحب قائم مقام ڈسٹرکٹ کمشنر چاموینو نے اپنے تأثرات دیتے ہوئے جماعت احمدیہ تنزانیہ اور ہیومینٹی فرسٹ تنزانیہ کا شکریہ ادا کیا کہ جماعت نے سب سے پہلے امداد فراہم کی۔ نیز کہا کہ انسانیت ہی سچے مذہب کی نشانی ہے جس کا عملی نمونہ جماعت احمدیہ پیش کر رہی ہے۔

متاثرین کے تأثرات

❁...... ایک صاحب نے کہا کہ ہم اس جماعت کے بہت شکر گزار ہیں۔ ہم تو گزشتہ دو دن سے صرف پتوں کی سبزیوں پر گزارا کر رہے تھے۔ ان کی یہ مدد ہمارے لئے دوبارہ زندگی دینے کے برابر ہے۔

❁...... ایک طالبعلم نے کہا ہم سکول کے طالبعلم ہیں روزانہ سکول جاتے تھے لیکن بھوک کی وجہ سے پڑھائی نہ کر پاتے تھے کیونکہ ہمیں چوبیس گھنٹوں میں صرف ایک بار کھانا ملتا تھا۔ خدا کا شکر ہے آپ لوگ آئے۔ اب کم از کم ہمیں چوبیس گھنٹوں میں دو کھانے تو میسر آئیں گے اور ہم سکون سے پڑھائی بھی کر سکیں گے۔

میڈیا کوریج

امدادی تقسیم کے دوران میڈیا کے نمائندگان بھی موجود تھے اور اس موقع کی کوریج کی۔ چنانچہ اس پروگرام کی خبر نیشنل ٹی وی پر دو بار نشر کی گئی۔ اسی طرح اس خبر کو چھ ریڈیو سٹیشن پر نشر کیا گیا۔ اور دو دن بار بار نشر کیا جاتا رہا۔ اس کے علاوہ یہ خبر ملک کے چار بڑے اخبارات اور ایک بڑی EAST AFRICAN اخبار کی زینت بنی۔

☆......☆......☆

بقیہ: **خطبہ عید الفطر** از صفحہ 20

بے فائدہ ضائع ہو گیا اور اس عید کی خوشیاں بھی سطحی اور عارضی خوشیاں ہیں کیونکہ اس حالت میں یہ عید اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نہیں منائی جا رہی بلکہ جس معاشرے اور ماحول میں رہ رہے ہیں اس میں چونکہ یہ سب خوشیوں کے سامان ہو رہے ہیں اس لئے ہم بھی اسی ماحول کے زیر اثر یہ سب کچھ منا رہے ہیں۔

ایک احمدی جس نے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا عہد کیا ہے اس کے ہر عمل کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہونا چاہئے ورنہ ایک احمدی اور ایک غیر احمدی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ایک غیر احمدی جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں مانا اس نے خدا سے کوئی عہد نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی عہد نہیں باندھا ہوا وہ کم از کم عہد توڑنے کے گناہ سے تو بچا ہوا ہے لیکن ایک احمدی جو صحیح طرح احکامات پر عمل نہیں کرتا دوہرے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ ایک تو عہد توڑنے کا گناہ اور ایک عملاً اپنی حالت سے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کر کے ان احکامات کی خلاف ورزی کرنے کا گناہ جن پر عمل کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ایک سچے مومن کو، مسلمان کو حکم دیا ہے۔ پس ہمارے لئے یہ بڑے فکر کا مقام ہے۔ اپنی عیدوں پر اپنے جائزے لینے کی بہت زیادہ ضرورت ہے ورنہ یہ عیدیں شور شرابا، کھیل کود کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوں گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی، حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مثال دے کر بیان کرتے ہیں کہ اصولاً تو یہ ہونا چاہئے کہ عید الفطر ہمیں یہ دکھائے کہ ایک ماہ کے روزوں سے ہمیں خدا مل گیا اور جب خدا مل جائے تو نیکیوں میں ترقی ہونی چاہئے ورنہ اگر حقیقت میں خدا نہیں ملا اور یونہی عید کی خوشیاں منا رہے ہو تو اس کی مثال اس پاگل کی سی ہے جس کو ہیرے جواہرات اور روپے پیسے کی قدر نہیں۔ اس کا پتا ہی نہیں کہ وہ کیا ہوتے ہیں۔ اور چند چمکتے ہوئے شیشے کے ٹکڑے یا چند صاف کنکر پتھر لے کر سمجھتا ہے کہ یہ حقیقت میں ہیرے جواہرات ہیں اور اس پر بہت خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے پاس اتنا مال ہے اور ہم دنیا کے اتنے امیر آدمی بن گئے۔ اور واقعی ایسے لوگ ہوتے ہیں جو صرف دنیا میں غرق ہوتے ہیں اور دنیا کمانا ہی ان کا مقصود ہوتا ہے، مطلوب ہوتا ہے اور روپیہ پیسہ ان کا معبود ہوتا ہے۔ اور ایسے لوگوں کے جب دماغ پھرتے ہیں جب کاروبار میں کسی چکّر میں آ جاتے ہیں، دیوالیہ ہو جاتے ہیں تو بہت سے ایسے ہیں جو یا تو دل کے حملے سے مر جاتے ہیں یا دماغ پر اتنا اثر ہوتا ہے کہ پاگل ہو جاتے ہیں اور پیسے کا کیونکہ ذہن پہ اثر ہوتا ہے تو پھر وہ ہر چیز کو اپنے خیال میں یہی سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ میری دولت آ گئی اور اپنی ایک دنیا علیحدہ بسا لیتے ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ جب ہم گھانا میں تھے تو ایک ایسا ہی بیچارہ جس کے دماغ پر اثر تھا اور لگتا تھا کہ کسی مالی صدمے کی وجہ سے یہ اثر ہے، اکثر جب ہم بازار جاتے تھے تو اس کو پیسے دیا کرتے تھے اور وہ نوٹ لیتا تھا، سکّے نہیں لیتا تھا تو ایک دن جب اسے بلایا کہ یہ پیسے لے جاؤ تو کہتا ہے نہیں۔ مجھے اب ضرورت نہیں رہی۔ اشارہ سے بتایا کہ آج میرے پاس بہت رقم ہے اور بیچارے نے وہ رقم کس طرح بنائی ہوئی تھی۔ سگریٹ کی ڈبیوں کو کاٹ کے سیڈی کا یا دو سیڈی کا جو نوٹ تھا اس کے برابر گتے کے ٹکڑے کاٹے ہوئے تھے اور ان کی گھٹیاں، تھدّیاں بنائی ہوئی تھیں اور لہرا کر دکھا رہا تھا کہ یہ دیکھو کتنی بڑی رقم میرے پاس ہے۔ ان گتے کے ٹکڑوں سے ہی وہ اپنے آپ کو بڑا امیر سمجھ رہا تھا اور خوشی منا رہا تھا۔ تو ایسے لوگوں کی مثال دیتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے کہ باوجود اس کے کہ ایسے پاگل جو ہیں اپنے حال میں خوش ہوتے ہیں کہ بہت امیر ہو گئے۔ ہم نے بہت کچھ پا لیا لیکن ایک عقل مند انسان یہ نہیں کہہ سکتا۔ ہم کبھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان کی جو خوشی ہے وہ اصلی اور حقیقی خوشی ہے کیونکہ ہر ایک کو پتا ہے کہ وہ گتے کے ٹکڑے ہیں یا ٹوٹی ہوئی چیزوں کے ٹکڑے ہیں یا کنکر پتھر ہیں، ہیرے جواہرات نہیں اور وہ شخص بیچارہ غلط بات پر خوش ہو رہا ہوتا ہے جس کو اس بات کی عقل ہی نہیں رہتی۔

پس صرف خوش ہونا ایک عقلمند انسان کی زندگی کا مقصد نہیں ہوتا بلکہ وہ حقیقی خوشی کی تلاش میں رہتا ہے اور حقیقی خوشی اس وقت ملتی ہے جب واقعی حقیقی دولت کو پاتا ہے نہ کہ گتے کے ٹکڑوں کو یا کنکروں کو۔ پس ایک مومن کو جو روزوں سے گزر کر آیا ہے غور کرنا چاہئے کہ آج جو عید وہ منا رہا ہے وہ واقعی حقیقت میں میرے لئے عید ہے۔ آج جو خوشی مجھے پہنچ رہی ہے کیا واقعی اپنے پیارے خدا کے پیار کے نظارے مَیں نے دیکھے ہیں۔ اور اگر واقعی اپنے اندر پاک تبدیلیوں کی وجہ سے اپنے پیار کرنے والے خدا سے ایک تعلق قائم ہوا ہے، ایک ایسی حالت میں قدم رکھا ہے جس میں میں پہلے نہیں تھا تو پھر یہ عید حقیقی عید ہے اور یہ عید اُس منزل کی طرف لے جانے میں ایک سنگِ میل ثابت ہو گی اور اگلے رمضان کی طرف جو سفر ہے وہ ایک نئی منزل کی طرف سفر بن جائے گا۔ جس میں ہر دن نیکیوں پر قدم مارنے والا اور خدا کی رضا کو حاصل کرنے والا بن جائے گا۔ مزید خزانوں کی تلاش کی طرف وہ سفر جاری ہو جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہر قدم پر بھی خالی نہیں چھوڑتا۔ یہاں بھی ہر قدم جو بڑھنے والا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بارش پڑتی رہے گی۔ پس آج ہماری عید اگر اس سوچ کے ساتھ ہے تو دنیا جہان کی نعمتیں ہمیں مل گئیں۔ ہمیں اپنے خدا کی طرف قدم بڑھانے کا عرفان حاصل ہو گیا۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکموں کی معرفت حاصل ہو گئی جو ایک مومن کی زندگی کا مطلوب و مقصود ہے۔

اس رمضان میں اگر ہم میں سے بعض نے جو نیکیوں پر پہلے بھی چلنے کی کوشش کر رہے تھے مزید نیکیوں کے راستے تلاش کر کے ان کو اپنایا ہے تو آج وہ حقیقی خوشی منانے کے حقدار ہیں۔ اس رمضان میں اگر بعض نے اپنی برائیاں چھوڑ کر نیکیوں کی طرف قدم بڑھایا ہے تو وہ حقیقی خوشی منانے کے حقدار ہیں۔ آج ہمارا خدا ہم سے بہت خوش ہے کہ میرے بندے میری طرف آنے کی وجہ سے، میری خاطر اپنی بعض برائیاں ترک کر کے نیکیاں اختیار کرنے کی وجہ سے میرے حکم کے مطابق اپنے عزیزوں، اپنے بچوں، اپنے رشتے داروں، اپنے محلّے داروں، اپنے شہر والوں کے ساتھ مل کر اس بات پر خوشی منا رہے ہیں کہ میری رضا حاصل کریں یا میری رضا کی طرف ان کے قدم بڑھیں۔ تو اللہ تعالیٰ بھی ہماری اس خوشی میں شامل ہو جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک شخص جس کا سامان سے لدا ہوا اونٹ جنگل بیابان میں گم ہو جائے اور اس شخص کے پاس اور کوئی ذریعہ اور وسیلہ بھی اس جنگل سے باہر نکلنے کا نہ ہو۔ سارا مال و متاع بھی اس پر ہو تو اونٹ گمنے کی وجہ سے وہ شدید پریشان ہو گا۔ ادھر اُدھر دوڑتا پھرے گا۔ اُس کو تلاش کرے گا اور اس تلاش کے بعد بھی جب اس کو اونٹ نہیں ملتا تو تھک جاتا ہے۔ ایک جگہ کسی درخت کے سائے کے نیچے لیٹتا ہے۔ وہاں اس کو نیند آ جاتی ہے۔ جب وہ بیدار ہوتا ہے تو دیکھتا ہے کہ اونٹ اس کے سامنے کھڑا ہے تو اس شخص کو اس اونٹ کے پانے کی جتنی خوشی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کے اپنی طرف آنے کی اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

(مسلم کتاب التوبة باب فی الحض علی التوبة والفرح بھا حدیث 6955)

پس حقیقی خوشی ہمیں اس دن پہنچ سکتی ہے جس دن ہمارا خدا بھی ہمارے ساتھ خوشی منائے۔ اس لئے ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقی عید کا دن وہی دن ہے جس دن انسان خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے اور اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”سب صاحب یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں بعض ایسے دن مقرر کئے ہیں کہ وہ دن بڑے خوشی کے دن سمجھے جاتے ہیں اور ان میں اللہ تعالیٰ نے عجیب عجیب برکات رکھی ہیں۔ منجملہ ان دنوں کے ایک جمعہ کا دن ہے۔ یہ دن بھی بڑا ہی مبارک ہے۔ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو جمعہ ہی کو پیدا کیا اور اسی دن ان کی توبہ منظور ہوئی تھی۔ اور بھی بہت سی برکات اور خوبیاں اس دن کی ماثور ہیں۔ ایسا ہی اسلام میں دو عیدیں ہیں۔ ان دونوں دنوں کو بھی بڑی خوشی کے دن مانا گیا ہے اور ان میں بھی عجیب عجیب برکات رکھی ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ یہ دن بیشک اپنی اپنی جگہ مبارک اور خوشی کے دن ہیں۔ لیکن ایک دن ان سب سے بڑھ کر مبارک اور خوشی کا دن ہے۔ مگر افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ لوگ نہ تو اس دن کا انتظار کرتے ہیں اور نہ اس کی تلاش۔ ورنہ اگر اس کی برکات اور خوبیوں سے لوگوں کو اطلاع ہوتی یا وہ اس کی پروا کرتے تو حقیقت میں وہ دن ان کے لئے بڑا ہی مبارک اور خوش قسمتی کا دن ثابت ہوتا اور لوگ اسے غنیمت سمجھتے۔ وہ دن کونسا دن ہے جو جمعہ اور عیدین سے بھی بہتر اور مبارک دن ہے؟ مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ دن انسان کی توبہ کا دن ہے جو اُن سب سے بہتر ہے اور ہر عید سے بڑھ کر ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس دن وہ بداعمال نامہ جو انسان کو جہنم کے قریب کرتا جاتا ہے اور اندر ہی اندر غضبِ الٰہی کے نیچے اسے لا رہا تھا دھو دیا جاتا ہے اور اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ حقیقت میں اس سے بڑھ کر انسان کے لئے اور کونسا خوشی اور عید کا دن ہو گا جو اسے ابدی جہنم اور ابدی غضب الٰہی سے نجات دے دے۔ توبہ کرنے والا گناہگار جو پہلے خدا تعالیٰ سے دُور اور اس کے غضب کا نشانہ بنا ہوا تھا اب اس کے فضل سے اس کے قریب ہوتا اور جہنم اور عذاب سے دُور کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَهِّرِیۡنَ (البقرۃ:223)۔ بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور ان لوگوں سے جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے۔ اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے۔ ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے۔ ورنہ نِری توبہ اور لفظ کے تکرار سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ پس جو دن ایسا مبارک دن ہو کہ انسان اپنی بدکرتوتوں سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا عہد صلح باندھ لے اور اس کے احکام کے لئے اپنا سر خم کر دے تو کیا شک ہے کہ وہ اس عذاب سے جو پوشیدہ طور پر اس کے بدعملوں کی پاداش میں تیار ہو رہا تھا بچایا جاوے گا۔ اور اس طرح پر وہ وہ چیز پا لیتا ہے جس کی گویا اسے توقع اور امید ہی نہ رہی تھی۔“

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 147 تا 149۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اس سوچ کے ساتھ ہمیں عید منانی چاہئے کہ اس رمضان میں بہت سی برائیوں سے بچتے ہوئے اور نیکیاں اختیار کرتے ہوئے میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف خالص ہو کر جھکا ہوں تو اصلی عید کا دن میرے لئے وہی تھا کیونکہ اللہ کی پناہ میں آنے کی کوشش کی۔ آج کے دن تو میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس خوشی کو سب کے ساتھ مل کر منا رہا ہوں۔ پس توبہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی محبت کی چنگاری بھی کسی دل میں پیدا ہوئی ہے، اگر ہلکی سی چنگاری بھی پیدا ہوئی ہے تو یہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ بڑی روشنی کی شکل اختیار کر لے گی۔ پھر ایسے شخص کا ہر فعل آہستہ آہستہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو جائے گا جس سے اس کے بیوی بچے بھی اثر لیں گے۔ اس کے دوست احباب بھی اثر لیں گے۔ اس کے ماحول کے لوگ بھی اثر لیں گے۔ اس طرح وہ اپنے دائرے میں خدا تعالیٰ کا خالص بندہ ہونے کا نمونہ بن جائے گا اور اس روشنی سے پھر آگے روشنی پھیلتی چلی جائے گی۔ یہاں کے ماحول میں بھی اور اب تو مغرب و مشرق ایک ہی ہو چکے ہیں اتنا زیادہ میڈیا نے ملا دیا ہے، سفروں کی سہولتوں نے ملا دیا ہے۔ ہمارے جو مشرقی اور غریب ممالک ہیں ان کے ماحول میں بھی یہاں کی بہت ساری برائیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ تو ہمیں اپنی نسلوں کی بہتری کے لئے ان کو اللہ تعالیٰ کے نور سے منور کرتے اور بچاتے ہوئے اور برائیوں سے بچاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر ڈالنے والے بننے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کا ایک ہی علاج ہے کہ اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کریں۔ یہاں والدین کو جو اپنے بچوں کی بڑی فکر رہتی ہے اس سے پھر آزاد ہو جائیں گے۔

ہمارے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کی جو چنگاری پیدا کی ہے اگر حقیقت میں اس توبہ کی طرف توجہ کی گئی جس طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توجہ دلائی ہے تو یہ چنگاری جو ہے یہ پھر شعلوں کی شکل اختیار کر لے گی جس میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی حرارت ہو گی اور اس کا نور ہو گا اور اس طرح یہ روشنی اور گرمی کا سلسلہ پھر پھیلتا چلا جائے گا۔ تو حقیقی عید بھی ہماری وہی ہو گی جب ہم اپنے ساتھ اپنی نسل کو بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کرنے والا دیکھتے چلے جائیں گے۔ پس یہ حقیقی عید ہے جس کی ہر احمدی کو منانے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستوں پر چلتے ہوئے کوشش بھی کرنی چاہئے۔

اور جیسا کہ میں نے شروع میں کہا تھا کہ حقوق اللہ کی ادائیگی کی طرف توجہ ہونی چاہئے اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ ہونی چاہئے جس کے راستے بھی خدا تعالیٰ نے ہمیں سکھائے ہیں جیسا کہ عبادت ہے۔ فرمایا کہ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ (البقرۃ:44)۔ نماز قائم کرو۔ پھر حکم ہے کہ جب نمازوں کی طرف اچھی طرح توجہ پیدا ہو جائے اور رغبت ہو جائے جس طرح رمضان میں کوشش کی تھی اور مسجدوں میں نمازوں کے لئے آتے تھے تو پھر نوافل کی ادائیگی ہے اس طرف بھی رمضان میں کچھ حد تک توجہ تھی۔ اکثر اٹھ کے تہجد بھی پڑھ لیتے تھے۔ تراویح کی طرف بڑی توجہ تھی۔ نوافل پڑھتے تھے تو پھر اس کام کو جاری رکھو۔

پھر فرمایا کہ مالی قربانیاں ہیں۔ جس مال سے تم محبت کرتے ہو وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ چندے دو۔ زکوٰۃ دو۔ جن کو طاقت ہے اور اجازت بھی ہے، اگر روکیں نہیں تو حج کی طرف توجہ دلائی۔ یہ ساری عبادات ہیں۔ رمضان میں ان عبادات کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کی طرف جو توجہ پیدا ہوئی ہے اس کو اب

جاری رکھو تا کہ یہ عید کی خوشیاں جو ہیں یہ دائمی اور آگے نسلاً بعد نسلٍ چلنے والی خوشیاں بن جائیں۔

پھر حقوق العباد کی طرف توجہ کرو۔ ہر الجھنے والے اور برا بھلا کہنے والے کو رمضان میں جب تم یہ جواب دیتے ہو کہ اِنِّیْ صَائِمٌ کہ میں روزہ دار ہوں۔(بخاری کتاب الصوم باب فضل الصوم حدیث 1894) تمہاری ان لغویات کا جواب نہیں دے سکتا۔ اپنا روزہ میں ضائع نہیں کروانا چاہتا تو رمضان کے بعد بھی اس نیکی پر قائم رہو۔ جن رشتے داروں سے رنجشیں ہیں۔ جن عزیزوں سے رنجشیں ہیں، جن تعلق والوں سے رنجشیں ہیں، ان کے ساتھ اس عید منانے کی خوشی اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے شکرانے کے طور پر بہتر تعلقات پیدا کرو۔ غریبوں، بیواؤں، یتیموں کا خیال رکھو۔ پیار، محبت اور انصاف اور عدل کی فضا قائم کرو۔ آپس کی خاوند بیوی، ساس بہو کی جو گھریلو رشتہ داریاں ہیں ان تعلقات میں بہتری پیدا کرو۔ دنیا کی مختلف جگہوں سے بہت ساری شکایتیں آجکل آ رہی ہوتی ہیں کہ میاں بیوی کے تعلقات خراب ہو رہے ہیں۔ ساس بہو کے تعلقات خراب ہو رہے ہیں۔ تو ان کو ٹھیک کرنے کی کوشش کریں۔ حقیقی عیدیں تبھی منائی جائیں گی جب گھروں میں خوشیاں پیدا ہوں گی۔ یہاں پنجابی کا محاورہ یاد آ گیا۔ ساسیں جو ہیں، ہماری احمدی ساسیں اس محاورے پر عمل نہ کریں۔ وہ کہتے ہیں کہ ”نوں نئیں ہوندی چنگی تے دھی نئیں ہوندی مندی“، یعنی بہو کبھی اچھی نہیں ہوتی۔ اور بیٹی جو ہے کبھی بری نہیں ہوتی تو بہوؤں کو بھی اگر بیٹیوں کی طرح دیکھیں تو بہت سارے جھگڑے ختم ہو جائیں۔ آجکل جو رشتے ٹوٹتے ہیں یا ان میں جو دراڑیں پڑتی ہیں اس میں بھی جب میں قضا سے جائزے لیتا ہوں تو بہت سارے ماں باپ کا بھی کافی حد تک دخل ہوتا ہے۔ پس اپنے گھروں کو حقیقی خوشیاں دینی ہیں، اپنے گھروں کو حقیقی خوشیوں سے بھرنا ہے، عیدیں منانی ہیں تو ان تمام احکامات پر عمل کریں جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے دیئے ہیں۔ تبھی یہ توبہ جو ہے یہ دائمی توبہ ہوگی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی چنگاری پھیلتے ہوئے روشن شعلے کی شکل اختیار کرے گی۔ رشتہ دار بھی جو ہیں آپ سے فیض پا رہے ہوں گے۔ ہمسائے بھی آپ کے گن گا رہے ہوں گے۔ لوگوں سے حسن سلوک اور بشاشت آپ کو معاشرے میں ایک مثال بنا کر پیش کر رہا ہوگا۔ آپ کی سچائی کا حسن لوگوں کو آپ کا گرویدہ بنائے گا۔ خدا کرے کہ یہ عید ہم سب کے لئے اپنے اندر انقلابی تبدیلیاں لاتے ہوئے حقیقی عید ہو اور ہم اللہ تعالیٰ کے پیار اور اس کی محبت دلوں میں پیدا کرنے والے اور حاصل کرنے والے ہوں۔

ایک غلط فہمی کی طرف مَیں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ گزشتہ خطبہ میں مَیں نے عورتوں کی مثال دیتے ہوئے کہا تھا کہ ان کے لئے جمعہ ضروری نہیں ہے۔ میں نے الفاظ دوبارہ دیکھے ہیں۔ میں نے کہا تھا کہ عورت کے لئے ضروری نہیں کہ وہ جمعہ پر ضرور آئے لیکن عید پر آنا ضروری ہے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ عید ضروری ہے۔ یہ نہیں کہا تھا کہ عید فرض ہے۔ کسی نے کہا کہ جی عید تو سنّت ہے۔ عید سنّت تو ہے لیکن سنّت مؤکدہ ہے۔ عید پڑھنے کے بارے میں اور عورتوں کے لئے خاص طور پر اس بارہ میں بڑی تاکید کی گئی ہے۔ تو ایسے صاحب جنہوں نے یہ ایک دو جگہ باتیں کیں ان کا اعتراض دور کرنے کے لئے میں حدیث آپ کو سنا دیتا ہوں۔ حضرت اُمّ عطیہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو آپ نے انصار کی عورتوں کو ایک گھر میں جمع کیا اور حضرت عمر بن خطاب کو ہمارے پاس بھیجا۔ آپ دروازے پر پہنچے اور سلام کیا۔ ہم نے سلام کا جواب دیا۔ پھر آپ (یعنی حضرت عمر) نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے کے طور پر تمہارے پاس آیا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ احکامات پہنچائے کہ ہمارے لئے یہ حکم ہے کہ ہم عیدین کے موقع پر ضرور جائیں۔ حائضہ عورتوں اور رَوَاتِق یعنی نئی بلوغت تک پہنچنے والی عورتوں کو بھی نماز عید کے لئے گھروں سے نکالا کریں لیکن جمعہ ہم پر فرض نہیں اور جنازے کے ساتھ قبرستان جانے سے ہمیں منع کیا ہے۔(مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 820 حدیث 27852 مسند ام عطیةؓ مطبوعہ عالم الکتب بیروت)

تو عید پر عورتوں کو آنا ضروری ہے جیسا کہ میں نے کہا تھا۔ اس لئے جس چیز کا علم نہ ہو یونہی باتیں آگے نہیں پھیلانی چاہئیں۔

تو اس کے بعد آپ سب کو عید مبارک ہو۔ یہ عید آپ لوگوں کے لئے حقیقی عید ثابت ہو اور اللہ تعالیٰ سب گھروں کو خوشیوں سے بھر دے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا جو اصل مقصد ہے وہ حاصل کرنے والے ہوں۔ تمام دنیا کے احمدیوں کو ہر جگہ جہاں جہاں موجود ہیں سب کو عید مبارک۔ مختلف جگہوں سے فیکسیں آئی ہیں، عید مبارک کے پیغام آئے ہیں ان سب کو مَیں آج اس خطبے کے ذریعہ سے عید مبارک کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کو اپنی اپنی جگہوں پہ محفوظ رکھے اور ہر لحاظ سے ان کی جو عید ہے خوشیوں بھری عید ہو۔ خاص طور پر میں نے جس طرح کہا تھا کہ سری لنکا میں حالات خراب ہیں اور جمعہ اور عید پہ ان کا کافی پروگرام ہے۔ اسی طرح پاکستان میں بھی بعض جگہ سے رپورٹیں ہیں کہ مسجدوں پر حملہ کرنے کے پروگرام ہیں یا بعض جگہ حالات بڑے ٹینس (Tense) ہیں تو ان سب جگہوں کے لئے جہاں جہاں مخالفین کا زور ہے دعا کریں اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر شر سے محفوظ رکھے اور ان کی عید کی خوشیاں جو ہیں وہ پہلے سے بڑھ کر ہوں۔

☆☆☆

دنیا کی بلند ترین عمارت ”بُرج خلیفہ“

ایک تعمیراتی شاہکار جو بعض توجہ طلب رجحانات کی بھی غماز ہے

(ڈاکٹر طارق احمد مرزا۔ آسٹریلیا)

آج کی دنیا کی بلند ترین عمارت خلیجی ریاست دبئی میں واقع ہے جو ابوظہبی کے حکمران اور متحدہ عرب امارات کے صدر خلیفہ بن زائد النہیان کے نام کی مناسبت سے برج خلیفہ کہلاتی ہے۔ 2,722 فٹ بلند 163 منزلہ یہ عمارت جو جدید تعمیراتی فن کا شہکار ہے، سال 2009ء میں 1.5 بلین (billion) امریکی ڈالر کی لاگت سے پانچ سال کے عرصہ میں تعمیر ہوئی۔ اس کی تعمیر کے دوران انسانی حقوق کی کئی تنظیموں نے یہ احتجاج کیا کہ اس نادرِ رُوزگار عجوبہ کی تعمیر کے لئے غریب ملکوں سے تعلق رکھنے والے کاریگروں اور مزدوروں سے انتہائی کم اجرت پر کام کروایا گیا اور طویل شفٹ ورک کے علاوہ انہیں زبردستی اوورٹائم پر مجبور کر کے ایک لحاظ سے بیگار کا کام بھی لیا گیا۔ یہی نہیں بلکہ ان میں سے اکثر مزدوروں کو جو رہائشی ماحول فراہم کیا گیا وہ مبینہ طور پر انسانوں کی رہائش کے ناقابل ہے۔ اس پر مستزاد ان مزدوروں کے سفری کاغذات اور دستاویزات بھی ٹھیکیداروں کے قبضہ میں ہوتی ہیں جن کے پاس ان محنت کشوں کی تنخواہ کا ایک بڑا حصہ بھی گروی پڑا ہوتا ہے۔ جدید دور کی اس غلامی سے تنگ آ کر ایک مرحلہ پر مزدوروں نے اجتماعی طور پر کام کا بائیکاٹ کیا اور احتجاجی جلوس نکالے مگر ان کے حالات جوں کے توں رہے۔ ان حقائق کی تفصیل Human Rights Watch کی اس رپورٹ میں پڑھی جاسکتی ہے جو نومبر 2006ء میں "Workers Building Towers, Cheating" کے عنوان سے شائع ہوئی۔

مزدور، آجر اور اجیر کے معاملات کے بارہ میں اسلامی تعلیم تو نہایت اعلیٰ اور واضح ہے مگر مبینہ رپورٹوں کے مطابق برج خلیفہ کی تعمیر میں حصہ لینے والے مزدوروں اور کاریگروں کو محنت کشوں کے عالمی منشور یا قوانین (International Labour Laws) کا تحفظ بھی حاصل نہ تھا۔ بہرحال آج کی دنیا انہی مزدوروں اور محنت کشوں کی بدولت ایک ایسی عمارت سے مزین ہو پائی ہے جس نے دنیا کی بلند ترین عمارت ہونے کا ہی ریکارڈ قائم نہیں کیا بلکہ جدید ٹیکنالوجی کے متعدد شعبوں میں بھی کئی ایوارڈ حاصل کئے۔ اور اسی پر بس نہیں بلکہ ایک ”کثیر المقاصد“ عمارت ہونے کی وجہ سے اس سے وابستہ کئی تقریبات بھی عالمی ریکارڈ قائم کر چکی ہیں۔ مثال کے طور پر سال 2015 کے استقبال کے موقعہ پر برج خلیفہ پر ہونے والی آتش بازی (Fireworks) پر ایک اندازہ کے مطابق 6 ملین امریکی ڈالر کی خطیر رقم خرچ کر کے تاریخ کی سب سے بڑی آتش بازی کا ریکارڈ قائم کیا گیا تھا۔ یہ آتش بازی دنیا کی تیز ترین آتش بازی بھی تھی جس کے شروع کے حصہ میں تقریباً ایک ملین ڈالر فی منٹ خرچ آیا۔ چند منٹوں میں چھ ملین ڈالر کا زرکثیر پٹاخوں اور آتشبازی میں پھونک کر ورلڈ ریکارڈ قائم کرنے کا ”اعزاز“ پا کر پوری دنیا میں نہایت فخر سے اس کی تشہیر کی گئی تھی۔

برج خلیفہ پر سالِ نو کے استقبال کی یہ تقریبات ہر سال کم و بیش اسی پیمانہ اور اسی انداز پر منعقد کی جاتی ہیں۔ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جنوری 2016ء میں اس حوالے سے فرمایا:

”مغرب میں یا ترقی یافتہ کہلانے والے ممالک میں نئے سال کی رات، ساری رات ہاہُو، شراب نوشی ہلّڑ بازی اور پٹاخے اور پھلجڑیاں جسے فائر ورکس (Fireworks) کہتے ہیں، سے نئے سال کا آغاز کیا جاتا ہے بلکہ اب مسلمان ممالک میں بھی نئے سال کا اسی طرح استقبال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ کل دبئی میں بھی اسی طرح کے فائر ورکس کی خبریں آ رہی تھیں۔ جہاں یہ سب تماشے دکھا رہے تھے، وہیں اس کے ساتھ ہی ایک 63 منزلہ عمارت کو لگی ہوئی آگ کے نظارے بھی دکھائے جا رہے تھے جو راکھ کا ڈھیر ہو گئی تھی۔ لیکن ٹی وی پر بار بار اعلان ہو رہا تھا کہ اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اس عمارت میں یہ آگ لگی ہے تو لگی رہے۔ تباہی ہوتی ہے تو ہوتی رہے۔ ہم تو اس جگہ کے سامنے اس کے قریب ہی اپنے پروگرام کے مطابق پھلجڑیاں چھوڑیں گے اور تماشے کریں گے۔

ویسے تو اِس وقت اکثر مسلمان ملکوں کی حالت بری ہے لیکن بہرحال یہ ایک اظہار ہے۔ ان ملکوں سے دنیا داری کے اظہار ہو رہے ہیں جن کے پاس پیسہ ہے۔ اگر آگ وہاں نہ بھی لگی ہوتی تو اس حالت کا یہ تقاضا تھا کہ مسلمان امیر ملک یہ اعلان کرتے کہ ہم ان فضول چیزوں میں پیسہ برباد کرنے کی بجائے جو بہت سارے مسلمان متاثرین ہیں ان کی مدد کریں گے لیکن یہاں تو اپنی تعلیم بھول کر ان کا یہ حال ہے کہ کچھ دن پہلے دبئی سے ہی یہ بھی خبر آ رہی تھی کہ ان کا جو سب سے بڑا ہوٹل ہے اس میں دنیا کا مہنگا ترین کرسمس ٹری (Christmas Tree) لگایا گیا ہے جس کی مالیت گیارہ ملین ڈالر کی تھی۔ تو یہ تو اب امیر مسلمان ملکوں کی ترجیحات ہو چکی ہیں“۔

(الفضل انٹرنیشنل۔ 22 جنوری 2016ء تا 28 جنوری 2016ء)

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ’الھدیٰ‘ میں زیر عنوان ”**فی حالات ملوک الاسلام فی ھٰذہ الایام**“ اس زمانہ کے مسلمان بادشاہوں اور حکمرانوں کے بارہ میں فرمایا تھا:

”اکثر بادشاہ اس زمانہ کے اور امراء اس زمانہ کے جو بزرگان دین اور حامیان شرع متین سمجھے جاتے ہیں وہ سب کے سب اپنی ساری ہمت کے ساتھ زینتِ دنیا کی طرف جھک گئے ہیں اور شراب اور باجے اور نفسانی خواہشوں کے سوا اُنہیں اور کوئی کام ہی نہیں۔ وہ فانی لذتوں کے حاصل کرنے کے لئے خزانے خرچ کر ڈالتے ہیں۔......اور کوئی خبر نہیں کہ رعیّت اور ملّت پر کیا بلائیں ٹوٹ رہی ہیں۔ ......انہوں نے نفس کی خواہشوں کو خدا پر مقدم کر لیا اور ناچیز دنیا کی مصلحتوں کو اللہ پر اختیار کر لیا اور دنیا کی فانی لہو ولعب اور لذتوں میں سخت حریص ہو گئے اور ساتھ اس کے خود بینی اور گھمنڈ اور خودنمائی کے ناپاک عیب میں اسیر ہیں۔ دین میں سُست اور ہار کھائے ہوئے اور گندی خواہشوں میں چُست چالاک ہیں۔“ (الھدیٰ۔ روحانی خزائن نمبر 1 جلد 18 مطبوعہ 1984 صفحہ 281-283)۔

آپؑ نے مزید فرمایا کہ:

”ان کا وجود اسلام کے حق میں بہت بڑی مصیبت ہے اور دین کے لئے ان کے دن سخت ہی منحوس دن ہیں۔ کھاتے پیتے ہیں اور خرابیوں کی طرف نہیں دیکھتے اور نہ کڑھتے ہیں، اور دھیان نہیں کرتے کہ ملّت کی ہوا ٹھہر گئی ہے اور اس کے چراغ بجھ گئے ہیں اور اس کے رسول کی تکذیب ہو رہی ہے اور اس کے صحیح کو غلط کہا جا رہا ہے۔ بلکہ ان میں سے بہتیرے خدا کی منع کی ہوئی چیزوں پر اڑے بیٹھے ہوئے ہیں اور سخت دلیری سے خواہشوں کو مُحرّمات کے بازاروں میں لے جاتے ہیں۔“ (ایضاً صفحہ 285)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم اسلام کے حکمرانوں کو امام وقت کی شناخت اور اطاعت کی سعادت عطا فرمائے اور انہیں اپنی ترجیحات اور رجحانات کو دینِ اسلام کی حقیقی روح کے مطابق ڈھالنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

☆......☆......☆

جماعت احمدیہ برطانیہ کی واقفات نَو کے سالانہ اجتماع کا کامیاب و بابرکت انعقاد

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت اور اختتامی خطاب

اللہ کے فضل سے واقفات نو لجنہ اور ناصرات کا سالانہ اجتماع 27 فروری 2016ء کو مسجد بیت الفتوح میں منعقد ہوا۔ 1755 واقفات نو میں سے 1420 کی تعداد ایسی واقفات کی ہے جن کی عمر سات سال سے اوپر ہے چنانچہ انہیں ہی اس تقریب میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ دوران سال 984 واقفات اجتماع میں شامل ہوئیں۔ الحمدللہ۔ کچھ مائیں بھی بچوں کے ساتھ شامل ہوئیں اور چند دوسرے مہمان بھی شامل ہوئے جس سے کل ملا کر حاضری 1522 رہی

صبح 8:30 رجسٹریشن شروع ہوئی اور ناشتہ دیا گیا جس کے بعد 9:30 پر اجتماع کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد استقبالیہ خطاب ہوا جس کے بعد واقفات کو چار گروپس میں تقسیم کیا گیا : 7-11, 12-16, 17+ اور چوتھا شادی شدہ لڑکیوں کا۔ ان تمام گروپس کا سالانہ امتحان کے ساتھ ساتھ ورک شاپس بھی ہوئیں جو خاص ان کی دلچسپی کے لئے رکھی گئی تھیں۔

7-11 سال کی بچیوں کو محترمہ قانتہ قریشی صاحبہ نے انتہائی دلچسپ اور سبق آموز کہانی سنائی۔ محترمہ عطیہ احمدی صاحبہ نے بچیوں کے ساتھ سوال جواب کئے۔ محترمہ متین بھٹی صاحبہ نے بچیوں کو ایک دلچسپ نظم سنائی اور اس کے مشکل الفاظ کے معانی بھی بعد میں بتائے۔

12-16 سال کی بچیوں کے لئے صحت وصفائی اور اسلامی نقطہ نظر پر مشتمل ایک ورکشاپ ڈاکٹر امۃ السلام صاحبہ نے کروائی۔ اس کے علاوہ محترمہ نمرہ بٹ صاحبہ کی صدارت میں ایک تعلیمی اور کیریئر کے موضوع پر ورکشاپ ہوئی جس میں پروفیشنل ڈاکٹر، ٹیچر، صحافی، فارمسسٹ اور AMWSA کی انچارج پر مشتمل پینل تھا۔ بچیوں نے بعد میں پینل سے سوال جواب بھی کئے۔

17+ گروپ کی ورکشاپ محترمہ فرزانہ یوسف صاحبہ نے موجودہ معاشرے میں تبلیغی سرگرمیوں کے موضوع پر کروائی۔ جب کہ ایک اور ورک شاپ ڈاکٹر فریحہ خان صاحبہ نے پردہ کیوں کیا جاتا ہے اور اس کی کیا اہمیت کے موضوع پر کروائی۔

شادی شدہ لڑکیوں کی ورکشاپ محترمہ صفیہ سلام صاحبہ نے گھر کے ماحول کو کس طرح پُرامن بنایا جاسکتا ہے کے موضوع پر کی۔ اسی طرح اچھی ماں کے موضوع پر محترمہ مریم چوہدری صاحبہ نے ورکشاپ کروائی۔

بہت سی واقفات نو نے نماز اور کھانے سے پہلے ہی امتحان دے چکی تھیں۔ 1 بجے ظہر اور عصر کی نماز ہوئی جس کے بعد مارکی میں کھانا دیا گیا۔

2:30 پر آخری اجلاس کی کارروائی محترمہ ناصرہ رحمان صاحبہ (صدر لجنہ اماء اللہ برطانیہ) کی صدارت میں شروع ہوئی۔ محترمہ ناصرہ رحمان صاحبہ (صدر لجنہ اماء اللہ برطانیہ) نے خصوصی انعامات ان واقفات نو کو دیئے جنہوں نے اپنے نصاب سے بڑھ کر اور اپنی عمر سے بڑھ کر نصاب یاد کیا تھا۔ 21 بچیوں کو مکمل قصیدہ حفظ کرنے پر انعام دیا گیا ان میں 7 سال کی بچیاں بھی تھیں۔ 19 بچیوں نے قصیدہ مکمل کرنے کے ساتھ قرآن کریم کا بڑا حصہ حفظ کیا ہوا تھا۔ 27 واقفات کو دیگر غیر معمولی سرگرمیوں کی وجہ سے انعام دیا گیا۔

اس کے بعد محترمہ ناصرہ رحمان صاحبہ، محترمہ قانتہ راشد صاحبہ، محترمہ زنوبیہ احمد صاحبہ، محترمہ فریحہ خان صاحبہ پر مشتمل ایک پینل تشکیل دیا گیا جن سے بچوں نے سوال جواب کیے۔ سوالات مذہبی اور غیر مذہبی دونوں کے متعلق تھے۔ پینل نے وقت کی کمی کے باوجود زیادہ سے زیادہ سوالات کے جوابات دیے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ اور حضرت آپا جان 4 بجے تشریف لائے جس کے ساتھ ہی آخری اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ صالحہ بختیار صاحبہ نے تلاوت کی اور انیقہ شاکر صاحبہ نے نظم پڑھی۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 5 ایسی واقفات کو خصوصی انعامات دیئے جنہوں نے پورا قرآن کریم حفظ کیا تھا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں واقفات سے خطاب فرمایا جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفات نَو کو نہایت مفید نصائح کیں اور واقفات کو ان کی ذمہ داریوں کے بارہ میں بتایا۔ (اس نہایت اہم خطاب کی تفصیلی رپورٹ الگ شائع کی جائے گی۔ انشاءاللہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 5/جنوری 2016ء کو 11 بجے صبح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرمہ پیر معروف سلطانہ صاحبہ (اہلیہ مکرم پیر انوار الدین صاحب مرحوم۔ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرمہ پیر معروف سلطانہ صاحبہ (اہلیہ مکرم پیر انوار الدین صاحب مرحوم۔ یوکے) یکم جنوری 2016ء کو 83 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے راولپنڈی میں صدر لجنہ ضلع کے طور پر لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ آپ مولوی فاضل تھیں۔ درس وتدریس کا کام باقاعدگی سے کرتی تھیں اور قرآن کریم پڑھانے کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ بہت نیک، دعاگو، ہمدرد، خلافت سے والہانہ لگاؤ رکھنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم احسن احمدی صاحب (ریجنل امیر اسلام آباد) کی خوش دامنہ تھیں۔

اس موقع پر درج ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرمہ نذیراں بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم محمود احمد صاحب اٹھوال مرحوم۔ آف ربوہ)

19 دسمبر 2015ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، نہایت سادہ، مہمان نواز، ہمدرد، غریبوں اور ضرورتمندوں کا خیال رکھنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ نے لمبا عرصہ اپنی نابینا ساس کا بہت خیال رکھا اور بڑی خندہ پیشانی سے ان کی خدمت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور 6 بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم عبدالحمید صاحب طاہر اٹھوال (مبلغ سلسلہ غانا) کی والدہ محترمہ تھیں۔

(2) مکرمہ بیت اللہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم شیخ حسن صاحب آف اڑیسہ۔ انڈیا)

22 دسمبر 2015ء کو وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کرڈاپلی جماعت کی صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمات بجا لا رہی تھیں۔ صوم وصلوۃ کی پابند، نظام خلافت اور سلسلہ کی اطاعت گزار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرم چوہدری ضیاء الدین صاحب ایڈووکیٹ (ابن مکرم چوہدری عصمت اللہ صاحب۔ لاس انجلیز امریکہ)

12 دسمبر 2015ء کو طویل علالت کے بعد 90 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت چوہدری عبد اللہ خان صاحب ذیلدار بہلولپوری صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ ساری زندگی دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے گزاری۔ خلافت کے شیدائی اور جماعت کے لئے غیرت رکھنے والے نیک بزرگ انسان تھے۔ وکالت کے شعبہ سے منسلک تھے اور حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب کے ساتھ پریکٹس کیا کرتے تھے۔ حفاظت مرکز قادیان اور فرقان فورس میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ بہت نیک، متقی، توکل علی اللہ پر مضبوطی سے قائم رہنے والے، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرمہ امۃ النصیر صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد صفدر صاحب۔ ڈیرہ اسماعیل خان)

26 دسمبر 2015ء کو 52 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مولوی خدابخش صاحب بھیرویؓ (صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی پوتی تھیں۔ مرحومہ گزشتہ 6 سال سے صدر لجنہ تھیں۔ احمدی اور غیر احمدی خواتین میں یکساں مقبول تھیں۔ آپ بہت ہمدرد، صوم وصلوۃ کی پابند، انسانیت کی خدمت کرنے والی، خوش اخلاق، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

....

☆ مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 9/جنوری 2016ء کو 10 بجے صبح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم ذوالفقار احمد قریشی صاحب۔ یوکے (ابن مکرم بابو عبدالغفار صاحب شہید۔ سابق امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد۔ پاکستان) کی نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرم ذوالفقار احمد قریشی صاحب۔ یوکے (ابن مکرم بابو عبدالغفار صاحب شہید۔ سابق امیر جماعت حیدرآباد۔ پاکستان) 5/جنوری 2016ء کو 84 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت حکیم عبدالصمد صدیقی صاحبؓ کے داماد اور مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب مرحوم (سابق نائب امیر جماعت کراچی) کے ہم زلف تھے۔ نمازوں کے پابند، خلافت کے اطاعت گزار اور سلسلہ کی خدمت کرنے والے انتہائی نیک اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور پانچ بیٹے یادگار چھوٹے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرمہ صغریٰ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم مرزا محمد لطیف احمد صاحب لاہور)

22 دسمبر 2015ء کو 87 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نماز باجماعت کی پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کثرت سے مطالعہ کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کو تبلیغ کرنے کا کوئی موقعہ کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیتی تھیں۔ خلافت سے محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ قادیان قیام کے دوران حضرت اماں جانؓ کی مجالس اور حضرت مصلح موعودؓ سے ملاقاتوں کا اکثر ذکر کیا کرتی تھیں۔ پارٹیشن کے دوران چونڈہ میں مہاجرین اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے اور ان کی خوراک وغیرہ اکٹھی کرنے میں مدد کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم مرزا خلیل احمد صاحب قمر (کارکن دفتر الفضل ربوہ) کی والدہ تھیں۔

(2) مکرم نسیم احمد سیفی صاحب۔ ڈرائیور دفتر پرائیوٹ سیکرٹری ربوہ (ابن مکرم چوہدری شریف احمد صاحب)

10 اکتوبر 2015 کو مختصر علالت کے بعد 55 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے دوران ملازمت 2005 میں زندگی وقف کی۔ 19 سال بطور ڈرائیور خدمت کی توفیق پائی۔ مجلس انصاراللہ کی طرف سے مقامی سطح پر بطور سائق خدمت بجالاتے رہے۔ بڑی ذمہ داری کے ساتھ اپنی ڈیوٹی ادا کیا کرتے تھے۔ نمازوں کی پابندی کرتے اور تمام تحریکات میں حصہ لینے والے تھے۔ خوش اخلاق اور ہمدرد اور جماعت احمدیہ کے لئے غیرت رکھنے والے نیک انسان تھے۔ آپ مکرم محمد شفیع اشرف صاحب مرحوم (سابق ناظر امور عامہ ربوہ) کے بھانجے تھے۔

(3) مکرم حکیم طالب حسین صاحب (ابن مکرم حکیم غلام رسول صاحب۔ طاہر آباد شرقی ربوہ)

31 اکتوبر 2015ء کو 71 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ اور تہجد کے پابند، خلافت سے اطاعت اور وفاداری کا تعلق رکھنے والے تھے۔ رشتہ داروں اور ہمسایوں سے حسن سلوک کرتے۔ غریب پرور اور مہمان نواز آدمی تھے۔ چندہ جات کی بروقت ادائیگی کیا کرتے تھے۔ اپنی مجلس میں بطور قائد خدام الاحمدیہ خدمت کی توفیق پائی۔ لمبا عرصہ امام الصلوٰۃ بھی رہے۔

(4) مکرم ملک مبارک احمد صاحب (ابن مکرم ملک محمد خان صاحب۔ آف کھوکھر غربی گجرات)

23 دسمبر 2015 کو 96 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نہایت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ ہر طرح کی مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے، انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت میاں محمد دین صاحب پٹواریؓ (بلانی کھاریاں۔ یکے از313)

روزنامہ ''الفضل'' یکم نومبر 2011ء میں حضرت میاں محمد دین صاحبؓ پٹواری کا ذکرخیر شائع ہوا ہے۔

حضرت میاں محمد دین صاحبؓ 1873ء میں مکرم میاں نورالدین صاحب کے ہاں موضع حقیقہ پنڈی کھاریاں ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباء و اجداد شاہ پور کے علاقہ میں جھمٹ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے جو کھاریاں میں آکر آباد ہوگئے۔

آپ ابتداءً پٹواری تھے۔ 1889ء میں تقرری موضع بلانی میں ہوئی۔ بعد میں ترقی پاکر گرداور، قانون گو اورواصل باقی نویس بنے۔1929ء میں ریٹائر ہوئے۔

حضرت منشی جلال الدین بلانویؓ نے 1893ء میں سیالکوٹ سے اپنے بیٹے حضرت مرزا محمد قیم صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کی چند کتب بھجوائیں۔ انہوں نے حضرت میاں محمد دین صاحب کو''براہین احمدیہ'' دیتے ہوئے کہا کہ آپ دوسری کتابیں پڑھتے رہتے ہیں یہ بھی پڑھ کر دیکھیں۔ آپ نے جب کتاب پڑھنی شروع کی تو اللہ تعالیٰ کی ہستی پر آپ کو کامل یقین ہوگیا۔ آپ خود رقمطراز ہیں کہ براہین کیا تھی آب حیات کا بحر ذخار تھا۔ براہین کیا تھی ایک تریاق کوہ لانی تھا یا تریاق اربعہ دافع صرع ولقوہ تھا۔ براہین کیا تھی ایک عین روح القدس یا روح مکرم یا روح اعظم تھا۔ براہین کیا تھی، ایک نور خدا تھا جس کے ظہور سے ظلمت کافور ہوگئی۔ آریہ، برہمو، دہریہ لیکچراروں کے بداثر نے مجھے اور مجھ جیسے اکثروں کو ہلاک کر دیا تھا اور ان اثرات کے ماتحت لایعنی زندگی بسر کررہا تھا کہ براہین احمدیہ پڑھتے پڑھتے جب میں ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت کو پڑھتا ہوں تو معاً میری دہریت کافور ہوگئی اور میری آنکھ ایسے کھلی جس طرح کوئی سویا ہوا یا مرا ہوا......زندہ ہوجاتا ہے۔ سردی کا موسم اور جنوری 1893ء کی 19 تاریخ تھی۔ آدھی رات کا وقت تھا جب میں ''ہونا چاہئے'' اور ''ہے'' کے مقام پر پہنچا۔ مَیں نے صحن میں رکھے گھڑے کے سرد پانی سے غسل کیا۔ لاچہ (تہہ بند) دھویا اور گیلا لاچہ باندھ کر ہی نماز پڑھنی شروع کی۔ اور لمبی نماز پڑھی جو براہین نے ایسی پڑھائی کہ بعدازاں آج تک میں نے نماز نہیں چھوڑی۔ یہ حضرت مسیح موعود کے ایک عظیم معجزہ کا اثر تھا۔ اس پر میری صبح ہوئی تو میں وہ محمد دین نہ تھا جو کل شام تک تھا۔

پھر آپ نے بیعت کا خط لکھ دیا اور بعدازاں 5جون 1895ء کو حضرت مسیح موعودؑ سے دستی بیعت کا شرف بھی حاصل کیا۔ حضرت اقدسؑ نے ''کتاب البریہ'' میں اپنی پُرامن جماعت کے ضمن میں آپؓ کا ذکر فرمایا ہے۔ 23/اکتوبر 1906ء کو آپؓ نظام وصیت میں شامل ہوئے۔ آپؓ کا وصیت نمبر 185 ہے۔

ریٹائر ہونے کے بعد حضرت میاں محمد دین صاحبؓ نے قادیان میں سکونت اختیار کرلی۔ پھر 1930ء میں اپنی زندگی وقف کردی۔ چنانچہ سندھ کی زرعی زمینوں کے نگران بھی رہے۔ نیز تقسیم ملک کے بعد قادیان میں درویش کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔

آپؓ نے قادیان میں یکم نومبر 1951ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔

پردہ......عورت کا حفاظتی حصار

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 16 ستمبر 2011ء میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں اسلامی پردہ کی اہمیت پر منفرد انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے اور بعض نومسلم خواتین کے پردہ سے متعلق خیالات شامل مضمون کئے گئے ہیں۔

☆ امریکہ سے تعلق رکھنے والی مکرمہ کارلوالاندلوسیا کا موجودہ اسلامی نام شریفہ ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ بطور غیرمسلم مغربی معاشرہ میں رہتے ہوئے نظریۂ شرم وحجاب کی میرے ذہن میں کوئی خاص اہمیت نہ تھی۔ اپنی نسل کی دیگر خواتین کی طرح مَیں بھی اسے ایک فضول اور دقیانوسی چیز شمار کرتی تھی۔ مجھے ان مسلمان عورتوں پر ترس آتا جو برقع پہنے ہوئے یا 'بیڈشیٹ' لپیٹے سڑکوں پر چلتی پھرتی نظر آتیں۔ جب اللہ نے میری راہنمائی فرمائی اور مَیں نے مسلمان ہوکر حجاب پہنا تو بالآخر اس ماحول کے اصل روپ میں دیکھنے کی بھی اہل ہوگئی جس میں مَیں رہ رہی تھی۔ اب مَیں دیکھ سکتی تھی کہ اس سوسائٹی میں زیادہ قدر ان خواتین کی ہوتی ہے جو عوام کے سامنے اپنے آپ کو زیادہ ننگا کر دیتی ہیں مثلاً اداکارائیں، ماڈل گرلز اور ڈانسرز وغیرہ۔ مَیں اللہ تعالیٰ کی شکرگزار ہوں کہ جس نے اسکارف پہننے کے بعد مجھے ایک پہچان دی۔ مَیں ان لوگوں سے دُور ہوتی گئی جو میری روح اور دل سے ہٹ کر میری شناخت کرتے تھے۔ جب مَیں نے سر کو ڈھانپ لیا تو مَیں حسن و جمال کے اشتعال کے باعث ہونے والے استحصال سے بچ گئی۔ جب مَیں نے سر کو ڈھانپا اور لوگوں نے دیکھا کہ مَیں اپنا احترام کرتی ہوں تو وہ بھی میرا احترام کرنے لگے۔

☆ فرانس کی مکرمہ یاسمین صاحبہ کا سابقہ عیسائی نام للّی تھا۔ اُن کا کہنا تھا کہ سب سے زیادہ دکھ اور حیرت اس بات پر ہوئی کہ مسلمان ملک پاکستان میں خواتین پردے کے بغیر کھلے عام گھومتی ہیں۔ فرانس میں تو ہمیں پردے میں دقّت پیش آتی ہے لیکن پاکستان میں تو کوئی وجہ نہیں کہ پردے کے احکامات پر عمل نہ کیا جائے۔ کاش یہ خواتین مغربی تہذیب کی حقیقت سے آگاہ ہوجائیں، تو پھر کبھی اس کی تقلید کی خواہش نہ کریں۔ بے حجابی عورت کو بے وقعت بنا دیتی ہے۔ اسلام نے عورت کو بے حساب عظمت عطا کی ہے......اسلام میں عورت ایک ہیرے کی مانند ہے۔ جبکہ مغربی تہذیب میں محض ایک پتھر ہے جو ادھر اُدھر لڑھکا دیا جاتا ہے۔ خدارا مغربی تہذیب کی چکاچوند پر مت جایئے۔ دُور کے ڈھول سہانے ہیں۔ ایک قدم اللہ کی طرف اٹھایئے اللہ خود بڑھ کر آپ کو تھام لے گا۔

☆ بھارت سے تعلق رکھنے والی مکرمہ کملا داس صاحبہ کا اسلامی نام ثریا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ مجھے مسلمان عورتوں کا برقعہ بہت پسند ہے۔ مَیں پچھلے 24 برسوں سے پردے کو ترجیح دے رہی ہوں۔ جب کوئی عورت پردے میں ہوتی ہے تو اسے احترام ملتا ہے، کوئی اس کو چُھونے اور چھیڑنے کی ہمت نہیں کرسکتا۔ اس سے عورت کو مکمل تحفظ ملتا ہے۔

اس سوال پر کہ کیا برقعہ آپ کی آزادی کو متأثر نہیں کرتا؟ انہوں نے کہا کہ مجھے آزادی نہیں چاہیے، مجھے اپنی زندگی کو باضابطہ اور باقاعدہ بنانے کے لئے گائیڈ لائن کی ضرورت تھی۔ ایک خدا کی تلاش تھی جو تحفظ دے۔ پردے سے عورت کو مکمل تحفظ ملتا ہے۔ پردہ تو عورت کے لئے ایک بُلٹ پروف جیکٹ ہے۔

☆ جاپانی خاتون مکرمہ خولہ لگاتا صاحبہ پہلے عیسائی تھیں وہ کہتی ہیں کہ اگرچہ میں حجاب کی عادی نہ تھی، لیکن اپنے مذہب کو تبدیل کرنے کے بعد فوراً ہی اس کا فائدہ محسوس کرنے لگی۔ مسجد میں اسلامی لیکچر میں پہلی مرتبہ شامل ہونے کے چند دن بعد مَیں نے ازخود سکارف خریدا۔ مَیں مسجد اور مسلمان بہنوں کے احترام میں ایسا کرنا چاہتی تھی۔ لیکچر روم جانے سے پہلے مَیں نے وضو کیا اور سکارف پہنا۔ اس تجربے نے مجھے اتنا مسرور اور مطمئن کیا کہ وہاں سے نکلنے کے بعد بھی اس مسرّت کو اپنے دل میں محفوظ کرنے کے لئے مَیں سکارف پہنے رہی۔ عوام میں یہ میرا اسکارف پہننے کا پہلا مظاہرہ تھا اور مجھے اپنے اندر ایک فرق کا احساس ہوا۔ مَیں نے اپنے آپ کو پاکیزہ اور محفوظ سمجھا۔ مجھے احساس ہوا کہ میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوگئی ہوں۔ مَیں اپنے نئے ماحول میں مطمئن تھی۔ حجاب صرف اللہ کی اطاعت ہی کی علامت نہیں تھا بلکہ میرے عقیدے کا برملا اظہار بھی تھا۔ ایک حجاب پہننے والی مسلمان عورت جمِ غفیر میں بھی قابلِ شناخت ہوتی ہے۔ یہ دوسروں کے لئے اللہ تعالیٰ کے وجود کی یاددہانی، اور میرے لئے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے اور سپرد کرنے کی یاددہانی تھی۔ میرا حجاب مجھے ہوشیار کرتا ہے کہ میرا طرزِ عمل ایک مسلم کی طرح ہونا چاہیے۔ جس طرح پولیس کا ایک سپاہی اپنی وردی میں اپنے پیشے کا لحاظ رکھتا ہے۔ اسی طرح میرا حجاب بھی میری مسلم شناخت کو تقویت دیتا ہے۔

☆ برطانوی ٹیلی ویژن کے عملہ کی ایک خاتون میری واکر صاحبہ Living Islam سیریز کے فلمائے جانے کے دوران مختلف اسلامی ممالک میں گئیں۔ پردہ یا حجاب کے بارہ میں وہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ مَیں دو نائیجیرین خواتین زینہ اور فاطمہ سے ملی جو اعلیٰ درجہ کی تعلیم یافتہ تھیں لیکن اب مغربی طرزِ زندگی کو چھوڑ کر باپردہ زندگی گزار رہی تھیں۔ جب انہوں نے بولنا شروع کیا تو اُن کی گفتگو میں مجھے اپنی اقدار پر نظرثانی کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اُن کا کہنا تھا کہ نقاب ایسے طرزِ زندگی کو دھتکارنے کا نام ہے جو عورت کی تذلیل کا موجب ہے جبکہ اسلام نے عورت کو عزت ووقار کے ایک بلند مرتبہ پر فائز کیا ہے۔ یہ آزادی نہیں کہ تم عورتوں کو برہنہ ہونے پر مجبور کرو صرف اس لئے کہ مرد عورتوں کو برہنہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ تو ظلم ہے ظلم۔ جس طرح تمہاری نظروں میں نقاب مسلمانوں کے ظلم کا عنوان ہے بالکل اسی طرح ہماری نظروں میں مِنی سکرٹ اور مختصر بلاؤز ظلم کی علامت ہیں۔

مَیری واکر خود کہتی ہیں کہ مغرب میں مرد عورتوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ وہ ہمیں یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہم آزاد ہوچکی ہیں، لیکن درحقیقت ہم مَردوں کی نگاہوں کی اسیر ہوچکی ہیں۔ چاہے مَیں لباس کے بارے میں کتنا ہی اپنی خواہش پر اصرار کروں لیکن مَیں اس بات سے انکار نہیں کرسکتی کہ میرا انتخاب اکثر اس بات کا مرہونِ منت ہوتا ہے کہ مَیں کس لباس میں مَردوں کو زیادہ پُرکشش نظر آؤں گی۔ ایک حد تک مسلمان خواتین مجھ سے زیادہ آزاد ہیں۔ کیونکہ مجھے اپنی قسمت پر اختیار کم ہے۔ اب مَیں ان خواتین کو یہ کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں کہ وہ ظلم کا شکار ہیں اور مَیں نہیں ہوں۔ میری زندگی بھی مَردوں کے دائرۂ اثر سے خالی نہیں جیسا کہ ان کی، لیکن مجھ سے تو انتخاب کی آزادی تک چھین لی گئی ہے۔ ان خواتین کے حالات اور دلائل نے بالآخر میری اپنی آزادی کے بارے میں، اپنے تصورات کی خامیوں کو مجھ پر آشکار کردیا ہے۔

پس حقیقت یہی ہے کہ

ہم کو آزادی نہیں عرشی خدا درکار ہے
ہم بہت مسرور ہیں پردے میں قصّہ مختصر

مکرم عبدالوہاب احمد شاہد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 21نومبر 2011ء میں مکرم طارق فواد صاحب نے اپنے والد محترم مولانا عبدالوہاب احمد شاہد صاحب سابق امیر ومشنری انچارج تنزانیہ کا ذکرخیر کیا ہے جو 11نومبر 2011ء کو 68سال کی عمر میں وفات پاکر بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ نے 18نومبر 2011ء کے خطبہ جمعہ میں مرحوم کا ذکرخیر فرمایا اور نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

محترم مولانا عبدالوہاب احمد شاہد صاحب کا تعلق گوئی ضلع کوٹلی آزاد کشمیر سے تھا۔ آپ حضرت مولانا میاں محبوب عالم صاحبؓ کے پوتے اور مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب کے بیٹے تھے۔ جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد پاکستان میں اور پھر تنزانیہ میں لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ بعدازاں لمبا عرصہ دارالضیافت میں بطور مربی دعوت الی اللہ متعیّن رہے۔ وفات سے قبل نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ میں خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ آپ نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

آپ بہت متقی، عبادت گزار، دعاگو، دھیمے مزاج اور عجز وانکسار سے خدمت کرنے والے اور خلافت احمدیہ سے عشق ووفا کا تعلق رکھنے والے متوکّل بزرگ تھے۔ آپ نے اپنی بیماری کو بھی صبر سے برداشت کیا۔ ہر ایک عیادت کرنے والے کے حال پوچھنے پر یہی کہا کہ شکر الحمدللہ۔ آپ کے ایک عزیز نے کہا کہ صبر تو آپ کر ہی رہے ہیں لیکن اس میں شکر کرنے والی کونسی بات ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ شکر کی یہ بات ہے کہ اس سے بھی بُری حالت ہوسکتی تھی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 29جون 2011ء میں مکرم مبارک احمد عابد صاحب کا کلام شائع ہوا ہے۔ اس کلام میں سے انتخاب پیش ہے:

چاند اک دن ملتفت ہوگا میرے سنسار پر
آئینے مَیں نے سجائے آس کی دیوار پر
بدگماں آکاس بیلیں خاک میں ملتی رہیں
پھول پھل لگتے رہے میرے سبھی اشجار پر
کوئی دیکھے تو سہی آخر یہ کس کا نور ہے
حسن بن کر ضَوفشاں اس نور کے مینار پر
قافلے خوشبو کے ہیں یا اس کے قدموں کے نشاں
پھول سجتے جا رہے ہیں رہگزار یار پر
وہ اسیرانِ قفس اور وہ ہمیشہ زندہ لوگ
میری آنکھوں سے ہیں چھلکے عید کے تہوار پر
رشک کرتے ہیں چکور اور چاند عابد رات دن
اس میرے سروِ خراماں صاحبِ دستار پر

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
April 08, 2016 – April 14, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday April 08, 2016

00:10 World News
00:30 Tilawat: Surah Al- Mu'min, verses 12-22 with Urdu translation.
00:45 Dars Majmooa Ishteharaat
01:05 Yassarnal Quran: Lesson no. 01.
01:20 Pan African Dinner 2011
01:50 Spanish Service: Programme no.21.
02:25 Ahmadiyyat In Spain
02:35 Pushto Service
02:50 Ilmul Abdaan
03:20 Tarjamatul Quran Class: Surah Al-Imran, verses 49 – 64. Class no. 38, rec. January 25, 1995.
04:20 Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
04:40 Liqa Maal Arab: Session no. 41.
06:00 Tilawat: Surah Al-Mu'min, verses 23-31 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith: The topic is 'role model'.
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 02.
06:50 Inauguration Of Tahir Mosque In Catford: Recorded on February 11, 2012.
07:25 In His Own Words
08:00 Islami Mahino Ka Ta'aruf
08:20 Rah-e-Huda: Recorded on April 09, 2016.
09:55 Indonesian Service
10:55 Deeni-O-Fiqahi Masail
11:25 Tilawat: Surah An-Naba, verses 1-41.
11:45 Seerat-un-Nabi
12:30 Live Transmission From Baitul Futuh
13:00 Live Friday Sermon
14:00 Live Transmission From Baitul Futuh
14:35 Shotter Shondhane
15:45 Islami Mahino La Ta'aruf
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Qur'an
18:00 World News
18:30 Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:35 Science Kay Naey Ufaq
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday April 09, 2016

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Yassarnal Quran
00:55 Inauguration Of Tahir Mosque In Catford
01:25 Seerat-un-Nabi
02:10 Friday Sermon: Recorded on April 08, 2016.
03:20 Rah-e-Huda
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 42.
06:00 Tilawat: Surah Al-Mu'min, verses 32-41 with Urdu translation.
06:10 In His Own Words
06:40 Al-Tarteel: Lesson no. 30.
07:05 Jalsa Salana Australia Address: Recorded on October 05, 2013.
08:00 International Jama'at News
08:30 Story Time: Programme no. 32.
09:00 Question & Answer Session: Rec. May 24, 1997.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon [R]
12:15 Tilawat: Surah An-Naazi'aat, verses 1-47.
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Maidane Amal Ki Kahani
16:00 Live Rah-e-Huda
17:45 Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
19:50 World News
20:10 Jalsa Salana Australia Address [R]
21:05 Rah-e-Huda [R]
22:35 Story Time [R]
23:00 Friday Sermon [R]

Sunday April 10, 2016

00:15 World News
00:30 Tilawat
00:40 In His Own Words
01:10 Al-Tarteel
01:35 Jalsa Salana Australia Address
02:30 Story Time
02:55 Friday Sermon: Recorded on April 08, 2016.
04:05 Maidane Amal Ki Kahani
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 43.
06:00 Tilawat: Surah Al-Mu'min, verses 42-54 with Urdu translation.
06:10 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:35 Yassarnal Quran: Lesson no. 02.
06:50 Bustan-e-Waqf-e-Nau Class: Rec. March 10, 2013
07:55 Faith Matters: Programme no. 182.
09:00 Question And Answer Session: Recorded on April 30, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Spanish Translation of Friday sermon delivered on December 19, 2014.
12:00 Tilawat: Surah Abas and At-Takweer.
12:20 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
12:40 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 02.
13:00 Friday Sermon: Recorded on April 08, 2016.
14:10 Shotter Shondhane
15:15 Bustan-e-Waqf-e-Nau Class [R]
16:25 Guftugu – Raza Ali Abdi
16:55 Kids Time: Programme no. 32.
17:35 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:30 Bustan-e-Waqf-e-Nau Class [R]
19:35 Beacon Of Truth: Rec. December 27, 2015.
20:40 Roots To Branches
21:10 In His Own Words
21:45 Friday Sermon [R]
23:00 Question And Answer Session [R]

Monday April 11, 2016

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein: Prog. no. 25.
01:00 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 02.
01:15 Bustan-e-Waqf-e-Nau Class
02:25 Roots To Branches
03:00 Friday Sermon: Recorded on April 08, 2016.
04:10 Such To Ye Hai
04:55 Liqa Maal Arab: Session 44.
06:00 Tilawat: Surah Al-Mu'min, verses 55-64.
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 30.
07:00 Inauguration Of Baitul Wahid in Feltham: Recorded on February 24, 2012.
08:00 International Jama'at News
08:30 Discover Alaska
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on September 05, 1997.
10:05 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon delivered on November 13, 2015
11:05 Jalsa Salana Qadian Speech: Recorded on December 27, 2015.
12:00 Tilawat: Surah Infitaar and Surah Al-Mutaffifeen.
12:15 Dars-e-Malfoozat [R]
12:35 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on May 21, 2010.
14:05 Bangla Shomprochar
15:10 Jalsa Salana Qadian Speech [R]
15:40 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: An Urdu discussion on the life and character of the Promisd Messiah (as).
16:00 Rah-e-Huda: Recorded on April 09, 2016.
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Inauguration Of Baitul Wahid in Feltham [R]
18:55 Discover Alaska
19:30 Somali Service
20:00 In His Own Words
20:30 Rah-e-Huda [R]
22:05 Friday Sermon [R]
23:20 Jalsa Salana Qadian Speech [R]

Tuesday April 12, 2016

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Al-Tarteel
01:20 Inauguration Of Baitul Wahid in Feltham
02:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
02:55 Friday Sermon
04:30 Hamari Taleem
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 45.
06:00 Tilawat: Surah Al-Mu'min, verses 65-77 with Urdu translation.
06:15 Dars Majmooa Ishtehara'at
06:35 Yassarnal Quran: Lesson no. 03.
07:05 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna & Nasirat Class: Recorded on March 30, 2013.
08:10 Open Forum
08:35 Aao Urdu Seekhain: Programme no. 18.
09:00 Question And Answer Session: Recorded on March 26, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on April 08, 2016.
12:05 Tilawat: Surah Al-Inshiqaaq and Surah Al-Burooj.
12:30 Yassarnal Quran [R]
13:00 Faith Matters: Programme no. 183.
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Spanish Service: Programme no. 08.
15:35 Open Forum
16:00 Servants Of Allah
17:00 Pandit Lekh Ram
17:30 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:15 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna & Nasirat Class [R]
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on April 08, 2016.
20:30 Live The Bigger Picture
21:25 Aao Urdu Seekhain
21:50 Faith Matters: Programme no, 182.
22:50 Question And Answer Session [R]

Wednesday April 13, 2016

00:00 World News
00:15 Tilawat
00:25 Dars Majmooa Ishtihirat
00:50 Yassarnal Quran
01:15 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna & Nasirat Class
02:10 Such To Ye Hai
04:00 Noor-e-Mustafwi
04:20 Australian Service
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 46.
06:00 Tilawat: Surah Al-Mu'min, verses 78-86 with Urdu translation.
06:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:35 Al-Tarteel: Lesson no. 30.
07:00 Jalsa Salana Australia Address: Recorded on October 06, 2013.
08:05 The Bigger Picture
08:55 Question And Answer Session: Recorded on February 22, 1987.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on April 08, 2016.
12:05 Tilawat: Surah At-Taariq and Surah Al-Ghaashiyah.
12:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
12:35 Al-Tarteel: Lesson no. 30.
13:00 Friday Sermon: Recorded on May 14, 2010.
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Deeni-o-Fiqahi Masail
15:35 Kids Time: Programme no. 30.
16:10 Roohani Khazaa'in Quiz
16:40 Faith Matters: Programme no. 180.
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Jalsa Salana Australia Address [R]
19:30 French Service
20:30 Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:40 Ahmadiyyat In Spain
22:00 Friday Sermon: Recorded on May 14, 2010.
22:55 Intekhab-e-Sukhan: Rec. April 09, 2016.

Thursday April 14, 2016

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:30 In His Own Words
01:05 Al-Tarteel
01:30 Jalsa Salana Australia Address [R]
02:35 Deeni-O-Fiqahi Masail
03:10 Open Forum
03:45 Ahmadiyyat In Spain
04:00 Faith Matters: Programme no. 180.
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 40.
06:05 Tilawat: Surah Haa Meem As-Sajdah, verses 1-13 with Urdu translation.
06:20 Dars Majmooa Ishteharaat
06:45 Yassarnal Quran: Lesson no. 03.
07:15 Baitul Aman Mosque: Rec. March 4, 2012.
07:45 The Significance Of Flags
08:00 In His Own Words: Programme no. 05.
08:30 Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
09:00 Tarjamatul Quran Class: Surah Al-Imran, verses 65 – 81. Class no. 39, rec. January 26, 1995.
10:05 Indonesian Service
11:05 Japanese Service: Programme no. 07.
11:20 Ilmul Abdaan
11:55 Tilawat: Surah Al-Fajr and Al-Balad.
12:05 Dars Majmooa Ishteharaat [R]
12:30 Yassarnal Quran [R]
13:00 Beacon Of Truth: Recorded on April 10, 2016.
14:05 Friday Sermon: Recorded on April 08, 2016.
15:10 The Significance Of Flags [R]
15:30 Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
16:00 Persian Service: Programme no. 41.
16:25 Tarjamatul Quran Class [R]
17:30 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:20 Baitul Aman Mosque [R]
19:00 The Significance Of Flags
19:30 Faith Matters: Programme no. 191.
20:30 Live German Service
21:45 Tarjamatul Quran Class [R]
23:00 Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 23 | Friday 08 April , 2016 | Issue No. 15

خطبہ عید الفطر

رمضان اور آج کی عید ہمیں یہ ذہن نشین کروا رہے ہیں، یہ سبق دے رہے ہیں کہ انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا اور اطاعت کے اعلیٰ نمونے دکھانا ہی اصل میں اللہ تعالیٰ کی برکتوں، اس کے فضلوں اور اس کی رضا کو سمیٹنے اور حاصل کرنے کا ذریعہ ہے جس کے لئے ایک مومن کو حتی المقدور کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ آج عید منا کر پھر واپس اسی حالت میں چلے جانا ایک مومن کی شان نہیں ہے۔ حقیقی مومن وہی ہے جو ایک دفعہ نیکیوں پر قدم مارنے کے بعد اس میں بڑھتا چلا جائے۔

اصولاً تو یہ ہونا چاہئے کہ عید الفطر ہمیں یہ دکھائے کہ ایک ماہ کے روزوں سے ہمیں خدا مل گیا اور جب خدا مل جائے تو نیکیوں میں ترقی ہونی چاہئے

ایک مومن کو جو روزوں سے گزر کر آیا ہے غور کرنا چاہئے کہ آج جو عید وہ منا رہا ہے وہ واقعی حقیقت میں میرے لئے عید ہے۔ آج جو خوشی مجھے پہنچ رہی ہے کیا واقعی اپنے پیارے خدا کے پیار کے نظارے مَیں نے دیکھے ہیں۔ اور اگر واقعی اپنے اندر پاک تبدیلیوں کی وجہ سے اپنے پیار کرنے والے خدا سے ایک تعلق قائم ہوا ہے، ایک ایسی حالت میں قدم رکھا ہے جس میں مَیں پہلے نہیں تھا تو پھر یہ عید حقیقی عید ہے۔

اس رمضان میں اگر ہم میں سے بعض نے جو نیکیوں پر پہلے بھی چلنے کی کوشش کر رہے تھے مزید نیکیوں کے راستے تلاش کر کے ان کو اپنایا ہے تو آج وہ حقیقی خوشی منانے کے حقدار ہیں۔ اس رمضان میں اگر بعض نے اپنی برائیاں چھوڑ کر نیکیوں کی طرف قدم بڑھایا ہے تو وہ حقیقی خوشی منانے کے حقدار ہیں۔

حقیقی خوشی ہمیں اس دن پہنچ سکتی ہے جس دن ہمارا خدا بھی ہمارے ساتھ خوشی منائے۔ اس لئے ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقی عید کا دن وہی دن ہے جس دن انسان خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے اور اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

حقیقی عید بھی ہماری وہی ہوگی جب ہم اپنے ساتھ اپنی نسل کو بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کرنے والا دیکھتے چلے جائیں گے۔
پس یہ حقیقی عید ہے جس کی ہر احمدی کو منانے کی کوشش کرنی چاہئے

حقیقی عیدیں تبھی منائی جائیں گی جب گھروں میں خوشیاں پیدا ہوں گی۔

خطبہ عید الفطر فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ 24/ اکتوبر 2006ء بمطابق 24/ اخاء 1385 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم عید الفطر منا رہے ہیں۔ یہ عید روزوں کے بعد اس لئے منائی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جو انتیس یا تیس روزے رکھے جاتے ہیں (اس دفعہ رمضان تیس روزوں کا تھا) ان روزوں کی برکتوں سے فیض اٹھانے کی کوشش کی یا فیض اٹھایا۔ روزوں کی جن برکتوں کو سمیٹنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ان روزوں کے افطار کا آج اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ ایک افطار ہم رمضان کے مہینے میں اس وقت کرتے تھے جب سورج ڈوبنے پر اللہ تعالیٰ نے روزہ داروں کو حکم دیا کہ اب کھاؤ۔ تمام دن اللہ تعالیٰ کی خاطر کھانے پینے سے پرہیز رکھا اور حتی الوسع ذکر الٰہی اور قرآن کریم پڑھنے میں وقت گزارا۔ ٹھیک ہے دنیاوی کام بھی ساتھ چلتے رہے لیکن ایک مومن کی کوشش یہی رہی کہ زیادہ سے زیادہ اس طرف توجہ دے کہ دینی اور روحانی حالت کو سنوارنے کی توفیق ملے۔ اسی طرح راتوں کو بھی حتی المقدور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی کوشش کی تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ اپنے لئے، اپنے قریبیوں کے لئے، جماعت کے لئے، ملک کے لئے، اُمّت مسلمہ کے لئے حسب توفیق جس جس نے اپنی دعاؤں کا جتنا دائرہ وسیع کیا اور دعا کرنے کی کوشش کی اور صبح سے لے کر شام تک کھانے پینے سے پرہیز کرنے کے بعد سورج ڈوبنے پر افطار کیا۔ اس وقت ایک پانی کا گھونٹ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت لگتا ہے۔ جب آدمی کو شدید پیاس لگی ہو خاص طور پر گرم ملکوں میں تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور کھانے اور پینے کی چیزیں جو ہیں جو خدا تعالیٰ نے مہیا کی ہوئی ہیں ان کی قدر بھی آتی ہے۔ روزوں میں ان لوگوں کا بھی کسی حد تک احساس ہوتا ہے جن کے معاشی حالات اتنے خراب ہیں کہ بعض کو ایک وقت کی روٹی بھی مشکل سے میسّر آتی ہے۔ ہر روزہ رکھنے والے سچے احمدی کو کسی نہ کسی وقت ان دنوں میں یہ احساس ہوا ہوگا کہ غریب بھائیوں کا کیا حال ہوتا ہے۔ تو روزوں کا مقصد ہی یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کی طرف توجہ دے جن میں حقوق اللہ کی ادائیگی بھی ہے اور حقوق العباد کی ادائیگی بھی تاکہ اپنی روحانی اور اخلاقی حالتوں کی بہتری کی طرف توجہ رہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ایک مہینہ ہم نے اپنے آپ کو بعض چیزوں سے روکے رکھا۔ اسی خدا کے حکم سے آج ہم اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت جو میسر ہے، ہر ایک کی اپنی اپنی استطاعت ہے اس کے لحاظ سے وسائل ہیں، اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اگر کھانے سے رکے تھے تو آج اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہم کھا رہے ہیں اور آج روزہ نہ رکھنا ہی ہمارے لئے ثواب کا باعث بن رہا ہے۔

تو رمضان اور آج کی عید ہمیں یہ ذہن نشین کروا رہے ہیں، یہ سبق دے رہے ہیں کہ انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا اور اطاعت کے اعلیٰ نمونے دکھانا ہی اصل میں اللہ تعالیٰ کی برکتوں، اس کے فضلوں اور اس کی رضا کو سمیٹنے اور حاصل کرنے کا ذریعہ ہے جس کے لئے ایک مومن کو حتی المقدور کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ آج عید منا کر پھر واپس اسی حالت میں چلے جانا ایک مومن کی شان نہیں ہے۔ حقیقی مومن وہی ہے جو ایک دفعہ نیکیوں پر قدم مارنے کے بعد اس میں بڑھتا چلا جائے۔ اگر آج عید کے بعد ہم یہیں سب کچھ چھوڑ کر اسی حالت میں گھر واپس چلے جائیں گے جس حالت میں رمضان سے پہلے تھے اور ان باتوں میں اپنی استعداد کے مطابق ترقی نہیں کریں گے جن میں رمضان کے مہینے میں قدم آگے بڑھتے ہوئے ہمیں نظر آئے تو پھر یہ رمضان بھی

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں